لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا

اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا ل مگر مظلوم

مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا

سے ٢ اور اللہ سنتا جانتا ہے ٣ اگر تم کوئی

خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو ٤ تو بیشک اللہ معاف

عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

کرنے والا قدرت والا ہے وہ جو اللہ اور رسولوں کو نہیں مانتے

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ

اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں ٥ اور

يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ

کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾

چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر ٦ اور ہم نے کافروں کیلئے ذلت کا

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

عذاب تیار کر رکھا ہے ٧ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان

وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا ٨ انہیں عنقریب اللہ

يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ ع

ان کے ثواب دے گا ٩ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب اہل کتاب

١۔ اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ گناہ کرنا یا جو گناہ خفیہ ہو گیا ہو اس کا اعلان کرنا گناہ ہے۔ اس میں جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی بکنا، کسی کے یا اپنے چھپے عیب ظاہر کرنا سب شامل ہیں۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم حاکم سے بلکہ اور لوگوں سے بھی ظالم کی برائی بیان کر سکتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں اس سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ حدیث کے راویوں کا فسق وغیرہ بیان کرنا چور یا غاصب کی شکایت کرنا ملک کے غداروں کی حکومت کو اطلاع دینا سب جائز ہے۔ ٣۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ ایک شخص آپ کی شان میں زبان درازی کر رہا تھا۔ آپ نے بہت صبر کیا مگر وہ باز نہ آیا تب آپ نے بھی اسے جواب دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اب تک ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے خود جواب دیا تو وہ چلا گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) یعنی مظلوم کا بدلہ لینا جائز مگر درگزر کرنا بہتر۔ لہٰذا آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ ٤۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں علانیہ کی جائیں اور بعض خفیہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں۔ حج اور اداء زکوٰۃ علانیہ چاہئیں مگر تہجد کی نماز صدقہ نفلی چھپا کر افضل، یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ذاتی مجرموں سے درگزر کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ سے معلوم ہوا۔ مگر دینی، قومی، ملکی مجرموں کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ٥۔ اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کو ملانا ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ اور اللہ سے رسول کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لیمپ کی بتی کا نور چمنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے۔ ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے، رب نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام ملایا کہ اول جز میں اللہ آخیر میں آیا اور دوسرے جز میں محمد اول۔ تا کہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے۔ غرضیکہ نبی کو اللہ سے ملانا ایمان۔ ٦۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایک پیغمبر کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے۔ جیسے سارے پیغمبروں کا انکار، یہی حال قرآن کی آیتوں کا ہے۔ کہ ایک آیت کا انکار اور سارے قرآن کا انکار یکساں کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی۔ کہ آدھا یا چوتھائی کافر ہو۔ ہاں کیفیت کفر میں فرق ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی سخت کافر ہو کوئی نرم ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ بعض مومن گنہگاروں کو عذاب ہو گا۔ لیکن انہیں محشر میں ذلیل نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ذلت وہاں کافروں کے لئے خاص ہو گی ٨۔ یہ آیت یہود و نصاریٰ کی تردید میں نازل ہوئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے۔ اور بعض رسولوں کو مانتے تھے، بعض کے دشمن۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ و اہل بیت کو ماننا ضروری ہے، بعض کو حد سے بڑھا دینا اور بعض کا دشمن ہو جانا یہود کی سی بے ایمانی ہے ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کی جزا ملنا ایمان پر موقوف ہے۔

ا۔ شان نزول۔ کعب ابن اشرف یہودی نے ایک بار حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے پاس توریت کی طرح ایک کتاب ایک دم لائیے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۔ خیال رہے کہ ان یہودیوں کا موسیٰ علیہ السلام سے کہنا کہ ہمیں خدا کو دکھادو عشق الٰہی کی بنا پر نہ تھا۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتباری کی وجہ سے تھا۔ اسی لئے اس مطالبہ کی بناء پر ان پر یہ عذاب آیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا طلب دیدار کرنا عشق الٰہی کی بنا پر تھا۔ معلوم ہوا کہ نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں' قابیل نے بھائی کو ستایا۔ بے ایمان ہوا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے ان بھائی اور والد کو دکھ دیئے مگر ایماندار رہے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ

تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب

السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا

اتار دو لہ تو وہ تو موسےٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کرچکے کہ بولے ہمیں اللہ

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ

کو علانیہ دکھادو تو انہیں کڑک نے آلیا ان کے گناہوں پر ٹہ

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

پھر بچھڑا لے بیٹھے بعد اس کے کہ روشن آیتیں ان کے پاس آچکیں ٹہ

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

تو ہم نے یہ معاف فرما دیا ٹہ اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا ٹہ

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ

پھر ہم نے ان پر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو ٹہ اور ان سے فرمایا کہ

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى

دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ٹہ اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں حد سے

السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا

نہ بڑھو ٹہ اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا تو ان کی

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ

کیسی بد عہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لئے کہ وہ آیات الٰہی کے

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ

منکر ہوئے ۹ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ٹہ اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر

طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے ٹہ تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے

کیونکہ قابیل کا وہ کام ایک عورت کی محبت سے تھا۔ اور ان کا یہ کام یعقوب علیہ السلام کی محبت میں تھا۔ ۳۔ یعنی توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ ۴۔ جب انہوں نے توبہ کی اس میں موجودہ یہودیوں کو تلقین ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ ہم معاف کردیں گے ۵۔ کہ فرعونیوں کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کے دلوں میں آپ کی ایسی ہیبت قائم ہوئی کہ آپ کے فرمان پر سخت سے سخت حکم بھی مان لیتے تھے۔ بچھڑے کے پجاریوں نے آپ ہی کی ہیبت سے اپنے کو قتل کے لئے پیش کردیا ۶۔ یعنی توریت شریف پر عمل کرنے کا عہد۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر توریت شریف کے سارے بھاری احکام ایک دم آن پڑے۔ وہ گھبرا گئے۔ اور بولے کہ سن تو لیا مگر' ہم سے عمل نہ ہوسکے گا۔ تب طور پہاڑ اکھیڑ کر ان پر مسلط کیا گیا کہ مانو ورنہ گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا آہستہ آہستہ آنا اللہ کی رحمت تھا ۷۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر کی تعظیم چاہیے۔ کیونکہ یہ شہر اریحا کا دروازہ تھا جس میں انبیاء کرام کے مزارات تھے۔ بعض لوگ قرآن شریف یا بزرگوں کی قبروں کی طرف پیٹھ نہیں کرتے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کبھی مدینہ منورہ میں سواری پر نہ بیٹھے۔ ان سب بزرگوں کی دلیل یہ آیت ہے' رب نے موسیٰ علیہ السلام سے طویٰ جنگل کا ادب کرایا کہ فرمایا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ یعنی جوتے اتار دو۔ ۸۔ یعنی ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں جیسے جمعہ پڑھنے والے مسلمانوں پر نماز جمعہ کے وقت دنیاوی کاروبار کرنا حرام ہیں۔ ایسے ہی ان لوگوں پر ہفتہ کے سارے دن میں شکار کھیلنا حرام تھا۔ ۹۔ یعنی پیغمبروں کے معجزات۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا انکار سارے کفروں سے بدتر کفر ہے ۱۰۔ یعنی خود ان یہودیوں کے خیال میں بھی ان پیغمبروں کا شہید کرنا ناحق تھا' ورنہ واقع میں تو پیغمبر کا قتل حق ہوسکتا ہی نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر اور بدکاریاں دل پر مہر لگ جانے کا باعث ہو جاتی ہیں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

اور اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا لہ اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا ۲ے

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ

شہید کیا ۳ے اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کیلئے انکی شبیہ

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ

کا ایک بنا دیا گیا ۴ے اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے

بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾

شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اسکی کچھ بھی خبر نہیں ۵ے مگر یہی گمان کی پیروی اور بیشک انہوں

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

نے اس کو قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ۶ے اور اللہ غالب حکمت والا ہے

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ

کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے ۷ے

مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا ۸ے

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ

تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کیلئے حلال

اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾

تھیں ۹ے ان پر حرام فرما دیں اور اس لئے کہ انہوں نے بہتوں کو اللہ کی راہ سے روکا ۱۰ے

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ

اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا مال

ا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ ۲۔ کہ ان کی عصمت پر داغ لگایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکدامن مومنہ بی بی کو تہمت لگانا بدترین گناہ ہے۔ خصوصاً" جب کہ وہ بی بی خاص عظمت کی مالک ہو لہٰذا آج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والے سخت مجرم اور یہودیوں کی طرح عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی عصمت سے زیادہ اہم ہے کہ بی بی مریم کی گواہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دلوائی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی خود رب نے دی کہ اس بارے میں ۱۸' آیتیں اتاریں ۳۔ یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ اور عیسائیوں نے ان کی تصدیق کی۔ دونوں جھوٹے اور رب نے دونوں کی تکذیب فرمائی ۴۔ اس طرح کہ جو منافق عیسیٰ علیہ السلام کا یہودیوں کو پتہ دینے کے لئے آپ کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل ہو گیا۔ اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہودیوں نے اسی منافق کو عیسیٰ علیہ السلام کے دھوکے میں سولی دے دی لیکن پھر خود بھی حیران تھے کہ ہمارا آدمی کہاں گیا۔ نیز اس کا چہرہ عیسیٰ علیہ السلام کا سا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں اپنے سے۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہو رہا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آج عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا موت کا قائل ہو وہ یہود کی طرح جہالت میں گرفتار ہے' جیسے لاہوری یا قادیانی مرزائی۔ ۶۔ یہاں اٹھانے سے مراد جسمانی اٹھانا ہے نہ کہ فقط روحانی۔ رب فرماتا ہے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ۔ اگر روحانی بلندی مراد ہوتی تو یہاں بل نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ روحانی بلندی شہید ہونے میں ہے نہ کہ شہید نہ ہونے میں ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات واقع نہیں ہوئی کیونکہ آپ کی وفات سے پہلے سارے اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ ابھی یہودی آپ پر ایمان نہیں لائے دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی اس آمد پر سارے یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس طرح کہ سب مسلمان ہو جائیں گے ۸۔ یعنی قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور جو یہودی ان پر ایمان لا چکے ہوں گے ان کے ایمان کی' خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو زمین میں حضرت خضر و الیاس اور دو آسمان میں۔ حضرت عیسیٰ و ادریس' حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت تشریف لائیں گے امت محمدی کے آخری ولی ہوں گے امام مہدی اور اصحاب کہف ان کی خدمت کریں گے نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ (روح البیان) چالیس سال زمین پر قیام فرمائیں گے اور حضور کے روضہ میں دفن ہوں گے (حدیث) ۹۔ اس کا تفصیلی ذکر سورہ انعام کی اس آیت میں ہے۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا۔ الخ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ پچھلی امتوں پر عذاب الٰہی اس طرح بھی آتا تھا کہ ان پر شرعی احکام سخت کر دیئے جاتے تھے اب اس سے امن ہے ہماری شریعت بہت آسان ہے۔

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا

ناحق کھا جاتے ہیں اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کیلئے دردناک عذاب تیار

اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

کر رکھا ہے ہاں جو ان میں علم میں پکے ہیں اور ایمان والے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ

وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا

الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾

ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ

بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد کے

مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ

اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب

وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ

اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور

زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ

عطا فرمائی اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور

قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۗ وَكَلَّمَ اللّٰهُ

ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حرام کمائیوں میں سود بدتر ہے۔ اسی لئے رب نے اسے علیحدہ ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سود رشوت' چوری' ناچ گانے کی مزدوری۔ یہ تمام چیزیں پہلی شریعتوں میں بھی حرام تھیں۔ کیونکہ یہ ظلم ہیں اور ظلم ہمیشہ حرام رہا ۲۔ یعنی اپنے کفر پر اڑے رہے اور جو توبہ کر گئے انہیں معافی دے دی گئی۔ ۳۔ راسخ فی العلم وہ عالم ہے جس کا علم اس کے دل میں اتر گیا ہو جیسے مضبوط درخت وہ ہے جس کی جڑیں زمین میں جگہ پکڑ چکی ہوں اس سے مراد خوش عقیدہ اور باعمل علماء ہیں جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی جو یہود کے علماء تھے اور حضور علیہ السلام کے صحابی ہوئے ۴۔ خواہ وحی جلی سے جیسے قرآن شریف یا وحی خفی سے جیسے حدیث شریف لہٰذا قرآن و حدیث سب پر ہی ایمان چاہیے۔ ۵۔ خیال رہے کہ پچھلی کتابوں پر ہمارا صرف اجمالی ایمان ہے اور قرآن کریم پر تفصیلی ایمان بھی ہے اور عمل بھی' اسی فرق کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اترنے کا الگ الگ ذکر فرمایا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم باعمل کا ثواب دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ باعمل عالم دوسروں کو بھی نیک بنا دیتا ہے۔ چاہیے کہ عالم کا عمل سنت نبوی کا نمونہ ہو اور اس کی ہر ادا تبلیغ کرے اس سے اشارتاً" یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دین۔ یا بے عمل' عالم کا عذاب بھی دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ کن بھی اور اس کی بدعملی دوسروں کو بھی بدعمل بنا دے گی ۷۔ یہاں تشبیہ صرف وحی بھیجنے میں ہے اگرچہ وحی کی نوعیت میں فرق ہے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام پر جہاد کی وحی نہ ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں جو ان کی نبوت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جیسے آج کل کے بعض کلمہ گو ۸۔ خیال رہے کہ کفار کو تبلیغ فرمانے والے پہلے نبی نوح علیہ السلام ہیں۔ نیز آپ ہی سب سے پہلے شرعی احکام لانے والے ہیں۔ نیز حضرت نوح علیہ السلام پر کتاب الٰہی یکدم نہ آئی۔ یہود مدینہ کہتے تھے کہ چونکہ آپ پر قرآن ایک دم نہ آیا۔ لہٰذا ہم ایمان نہ لائیں گے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ آئی جس میں فرمایا گیا ان پیغمبروں پر بھی کتب اور صحیفہ ایک دم نہ آئے تھے۔ تم ایمان ان پر لائے ہو ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ ۹۔ بعض علماء نے اس آیت کی بناء پر فرمایا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں' ان صاحبوں سے جو خطائیں سرزد ہوئیں۔ وہ عطا نبوت سے پہلے تھیں' دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب نبی نہ تھے اور یہاں اسباط سے مراد ان سب کی اولاد ہے۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد سارے اسرائیلی نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے۔ اس صورت میں آئندہ عبارت والاسباط کی تفصیل یا تفسیر ہے ان علماء کے نزدیک نبی نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ اس آیت میں ذکر فرمانے کی نفی ہے نہ کہ علم دینے کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے پیغمبروں کا علم دیا گیا۔ ان سب نے معراج کی رات حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی رب فرماتا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ خلاصہ یہ کہ ہم نے بعض پیغمبروں کے تفصیلی حالات قرآن میں بیان فرما دیئے اور بعض کے اب تک بیان نہ فرمائے اس کے معنی یہ نہیں کہ آئندہ بھی بیان نہ کریں گے لہٰذا وہابی اس سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں بہت شان والے ہیں کہ ان کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا۔ کہ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو خاص عظمتیں بخشی ہیں' ایک نبی کی خصوصیت تمام نبیوں میں ڈھونڈنا غلطی ہے۔ دیکھو ہر نبی کلیم اللہ نہیں۔ ۲۔ اور یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم پرہیزگار ہوتے اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجنے سے پہلے کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نبی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے' نہ کہ محض عقل سے ۳۔ اللہ کی گواہی یہ ہے کہ اس نے گزشتہ کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

مُوسٰى تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا

کلام فرمایا ۱ رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ

يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَ

رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے ۲ اور

كَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا

اللہ غالب حکمت والا ہے لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے ۳

أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ

جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے ۴ اور فرشتے گواہ ہیں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

۵ اور اللہ کی گواہی کافی ہے وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ

عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلٰلًا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ

کی راہ سے روکا بے شک وہ دور کی گمراہی میں بہکے ۶

الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

جنہوں نے کفر کیا اور حد سے بڑھے ۷ اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۸

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ

اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے ۹ مگر جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ

فِيهَآ أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓأَيُّهَا

رہیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے اے لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ ۱۰ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے ہیں ۱۱

فَاٰمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے

خبردی اور حضور کو معجزات عطا فرمائے جیسے وزیر یا حاکم کا شاہی تمغہ بادشاہ کی گواہی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام' ایسے شاندار نبی ہیں کہ رب ان کی نبوت کا گواہ ہے' ۴۔ یعنی آپ خاص علوم غیبیہ اس قرآن میں ودیعت رکھے تا کہ قرآن کے ذریعہ سے اپنے محبوب کو وہ علوم عطا فرمائے۔ رب فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ ' اور فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ' اس صورت میں بعلمہ کی ب تلبس کی ہے یا یہ معنی ہیں کہ یہ عظیم الشان کتاب جس شاندار بندے پر اتاری جان کر ہی اتاری۔ انہیں ہی اس کتاب کے لائق پایا۔ مصرعہ

خدا نے خدائی میں تجھ سا نہ پایا

رب فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اس بے مثل کتاب کے لئے ایسا بے نظیر ہی نبی چاہیے تھا (روح البیان) ۵۔ معلوم ہوا۔ کہ فرشتے بھی ہمارے رسول کا کلمہ شہادت پڑھتے ہیں۔ بلکہ قیامت میں سارے رسول ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ ہمارے حضور کی نماز تھی نہ کہ ان کے اپنے دینوں کی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ کافر کے کافر گر زیادہ برا ہے مومن سے مومن گر زیادہ اچھا۔ اس سے علماء سوء اور علماء دین کے مراتب کا حال معلوم ہوا۔ ۷۔ اس طرح کہ توریت پر ظلم کیا کہ اسے بدل دیا۔ لوگوں پر ظلم کیا کہ انہیں ایمان سے روکا۔ اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ شرک کیا ۸۔ جب تک وہ کافر ہیں یا اگر کفر پر مریں ۹۔ دنیا میں نیک اعمال کی اور آخرت میں جنت کی حدیث شریف میں ہے۔ کہ مومن جنت میں اپنے ٹھکانے پر ایسے بے تکلف پہنچ جائے گا۔ جیسے ہمیشہ کا آنے جانے والا تھا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی حق ہیں اور ان کا ہر قول ہر فعل ہر ادا حق ہے' وہاں باطل کا گزر نہیں' جیسے آم کے درخت سے انگور نہیں حاصل ہوتے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ یا باطل یا گناہ سرزد نہیں ہوتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں ہمارا آنا اور ہے۔ حضور کا آنا اور ہم اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں۔ اور حضور رب کی ذمہ داری پر بھیجے گئے ہیں۔ جیسے ملک میں سیاح کا جانا اور وزیر اعظم کا دورہ۔

ا۔ معلوم ہوا کہ غیر فرض کو فرض سمجھ لینا یا غیر حرام کو حرام مان لینا یا نبیوں میں خدا کے اوصاف ماننا' یہ سب دین میں زیادتی ہے اور یہود کا طریقہ۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد پیدا ہوئے ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا' رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ اسی لئے قرآن کریم نے مریم کے سوا کسی بی بی کا نام نہ لیا۔ اور آپ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بغیر نطفہ محض ربانی فیضان سے پیدا ہوئے جیسے بیت اللہ اور کلمۃ اللہ میں نسبتیں ہیں۔ ایسی ہی روح اللہ میں ہے ۳۔ کہ انہیں فقط کن سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے ۴۔ بعض

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا

اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو ۱ اور اللہ پر نہ کہو

عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ

کا بیٹا ۲ اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ ۳ کہ مریم کی طرف بھیجا

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا

اس کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

کہو ۴ باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے

سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو ۵ اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے

وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ

اور جو کچھ زمین میں ہے ۶ اور اللہ کافی کارساز مسیح

يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا

اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا ۷ اور نہ

الْمَلٰٓىٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ

مقرب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے

عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾

نفرت اور تکبر کرے ۸ تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا

وقف لازم

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے' بعض انہیں تیسرا خدا مانتے تھے اور بعض انہیں کو خدا مانتے تھے ان تینوں فرقوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اللہ میں ایک فرقہ کی تردید ہے واحد میں دوسرے کی اور لہ ولد میں تیسرے کی ۵۔ کیونکہ بچہ اختیار کرنا مجبوری اور مغلوبی سے ہوتا ہے۔ موت کا خطرہ دشمنوں کا ڈر' شہوت کی مغلوبیت بچہ کا باعث ہے' رب ان سب سے پاک ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کا غلام نہیں بن سکتا۔ ملکیت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنی ملکیت عامہ کو اس پر دلیل بنایا کہ عیسیٰ علیہ السلام رب کے بیٹے نہیں ورنہ وہ اس کے بندے نہ ہوتے ۷۔ شان نزول' نجران کے عیسائیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیب لگاتے ہیں کہ انہیں اللہ کا بندہ کہتے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کا بندہ ہونا باعث فخر ہے۔ نہ کہ باعث نفرت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے تو سب ہیں مگر پیغمبر خصوصی بندے ہیں۔ جن کی بندگی سے رب کی ربوبیت اور الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ کی سب لوگ رعایا ہیں مگر وزیر اعظم خصوصی شان والا ہے' ان کی بندگی پر دست قدرت کو بھی ناز ہے کہ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت سے تکبر کرنا ناحق ہے اور سخت جرم ہے تو یہ جرم معاذ اللہ انبیاء کرام سے کیسے صادر ہو سکتا ہے۔ یہ عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتہام ہے کہ وہ اپنے کو رب کا بیٹا بتاتے تھے' اور عبدیت کے منکر تھے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی مزدوری انہیں

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

بھرپور دے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ

نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾

کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ۱؎

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ

اے لوگو ۲؎ بیشک تمہارے پاس ۳؎ اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ۴؎ اور ہم نے

اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

تمہاری طرف روشن نور اتارا ۵؎ تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

اور اس کی رسی مضبوط تھامی ۶؎ تو عنقریب انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ

اور انہیں اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں ۷؎

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ

تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے ۸؎ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو

لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ

بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو ۹؎ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو نیک اعمال کی صرف جزا ہی نہ ملے گی۔ بلکہ رب کا وہ عطیہ جو رب کی شان کے لائق ہے وہ بھی ملے گا چنانچہ رب کا دیدار' جزا کا اضافہ' اور رب کا ہمیشہ راضی رہنا۔ یہ محض اس کے فضل سے ملے گا۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے۔ رب نے مومن کے لئے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں ۳۔ اس ندا میں سارے انسانوں سے خطاب ہے کہیں ہوں یا کبھی ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی زمانہ کسی جگہ اور کسی قوم سے خاص نہیں جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں خدا کی خدائی میں حضور کی مصطفائی اور بادشاہی ہے ۴۔ یعنی اے تمام لوگو۔ تمہارے پاس وہ تشریف لائے جو سرتاپا اللہ کی معرفت کی دلیل ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام اللہ کا نور بھی ہیں' اللہ کی دلیل بھی ہیں حق بھی ہیں۔ حضور کے یہ تمام القاب قرآن میں ہیں ۵۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں' دلیل کی تائید دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ اور دلیل پر اعتراض دعویٰ پر چوٹ ہے۔ نیز حضور از سرتاپائے اقدس حق کی دلیل ہیں۔ آپ کا ہر عضو ایک معجزہ نہیں بلکہ بے شمار معجزات کا مجموعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کا سرمہ' عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سریش' کھاری کنویں کو میٹھا کرنے والا' جابر رضی اللہ عنہ کے تھوڑے آٹے میں پڑ کر بے بہا برکت دینے والا ہے۔ غرض کہ آپ خود سراپا معجزہ اور رب کی دلیل یعنی قرآن ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب شان حبیب الرحمان میں دیکھو ٦۔ اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ حضور کی آمد مقدم ہے' اور قرآن کی موخر۔ اسی لئے پہلے حضور پر ایمان لاتے ہیں پھر قرآن پڑھتے ہیں رب نے حضور کو نور بھی فرمایا ہے اور برہان بھی' برہان عقل سے اور نور حواس سے معلوم ہوتا ہے۔ ۷۔ بہ کی ضمیر برہان کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی جو اللہ پر ایمان لا کر اللہ کی رسی جو رب کی برہان ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھامے وہ رحمت الٰہی کا مستحق ہے کنویں میں گرا ہوا رسی کو تھام کر اوپر آتا ہے' رسی سے باندھا ہوا ہی اوپر چڑھتا ہے' خیال رہے کہ رسی کا ایک کنارہ کھینچنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ کھینچنے والے کے ہاتھ میں۔ ایسے ہی حضور کا ایک تعلق رب سے ہے دوسرا سارے عالم سے رب فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ۸۔ کلالہ وہ ہے جو اپنے مرے بعد باپ و اولاد نہ چھوڑے ۹۔ یہ آیت حضرت جابر کے سوال کے جواب میں آئی آپ بیمار ہوئے حضور آپ کی بیماری پرسی کے لئے تشریف لے گئے آپ بے ہوش تھے۔ سرکار نے وضو فرما کر باقی پانی کا چھینٹا ان پر دیا۔ آپ ہوش میں آگئے اور پوچھا کہ میں لاولد ہوں میرے بعد میرے مال کا کیا ہوگا تب یہ آیت آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر تم اس بیماری میں مرو گے نہیں' چنانچہ انہیں صحت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ سرکار لوگوں کی موت و زندگی سے خبردار ہیں۔ اور آپ کا دھوون شفا ہے ۱۰۔ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ اگر بیٹی ہے تو عصبۃً بہن کو ملے گا وہ ذی فرض نہ ہوگی اور اگر بیٹا موجود ہے تو بھائی بہن سب محروم ایسے ہی باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً

دو تہائی لہ اور اگر بھائی بہن ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی تو

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اللہ تمہارے لئے صاف بیان

اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ ہے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

اٰیَاتُهَا ۱۲۰ | ۵ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِیَّةٌ ۱۱۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

سورۃ مائدہ مدنی ہے اس میں سولہ رکوع اور ایک سو بیس آیتیں اور ۱۲۴۶۴ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ

اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو ۵ تمہارے لئے

لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی

حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو ۶ لیکن شکار حلال نہ سمجھو

الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ﴿۱﴾

جب تم احرام میں ہو ۷ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا

اے ایمان والو حلال نہ ٹھہراؤ اللہ کے نشان ۸ اور نہ ادب والے مہینے ۹ اور نہ

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ

حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ۱۰ اور نہ

آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ

ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کرکے آئیں ۱۱ اپنے رب کا فضل اور اس کی

۱۔ خیال رہے کہ میراث کے مسائل میں دو بھی جماعت ہے یعنی جو حق دو بہنوں یا بیٹیوں کا ہے وہی بہت سوں کا۔ اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ دو اور زائد جماعت ہیں ۲۔ پہلے صرف بہنوں کا ذکر تھا اور اب بھائی بہن دونوں کا۔ یعنی اگر بے اولاد نے بھائی بھی چھوڑے اور بہنیں بھی ۳۔ یعنی بھائی کے ساتھ بہن عصبہ بن جائے گی ذی فرض نہ رہے گی اور بھائی سے آدھا حصہ پائے گی' خیال رہے کہ یہاں اخیافی بہن کے سوا یعنی حقیقی اور علاتی بھائی بہن مراد ہیں۔ اخیافی کے احکام پہلے گزر چکے لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی فرمائی اتنی اور کی نہ فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کے علم کو آدھا علم فرمایا۔ یعنی آدھے میں سارے علوم اور آدھے میں یہ اکیلا۔ ۵۔ ایمان والوں سے یا اہل کتاب کے مومن مراد ہیں تو عقود سے وہ عہد مراد ہوں گے جو رب تعالیٰ نے گزشتہ کتابوں میں ان سے لئے تھے توریت و انجیل کی حضور کی نعت والی آیتیں علانیہ بیان کرو اس سے عام مسلمان مراد ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ رب سے یا نبی سے یا پیر سے یا بیوی اور خاوند سے یا ایک دوسرے سے کئے ہوئے وعدے پورے کرو۔ مگر اس میں جائز وعدے داخل ہوں گے۔ نہ کہ حرام وعدے' امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن روزہ کی منت ماننے والا اپنی منت پوری کرے کہ اور دن روزہ رکھے ان کی دلیل یہ آیت بھی ہے ۶۔ اس میں ان کفار کا رد ہے جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور بحیرہ' سائبہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام صرف وہ ہے جسے اللہ رسول حرام فرما دیں۔ حلال کے لئے خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔ کسی چیز کا حرام نہ ہونا ہی حلال ہونے کی دلیل ہے۔ ۷۔ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے دریائی شکار جائز خیال رہے کہ محرم کا شکار کیا ہوا نہ محرم کو حلال ہے نہ غیر کو (کتب فقہ) احرام خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا ۸۔ معلوم ہوا کہ دینی عظمت والی چیزوں کا احترام کرنا بہت ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ اس شعائر اللہ میں خانہ کعبہ۔ بزرگوں کے مزارات۔ قرآن شریف وغیرہ سب ہی داخل ہیں' بلکہ جس چیز کو اللہ کے مقبول بندوں سے نسبت ہو جائے وہ بھی شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ دیکھو حضرہاجرہ کے قدم صفا و مروہ پہاڑ پر پڑے تو وہ پہاڑ شعائر اللہ بن گئے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۹۔ محترم مہینے چار ہیں' رجب' ذیقعد' ذوالحجہ اور محرم' کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کفار ان کا ادب کرتے تھے' اسلام نے بھی ان کا احترام باقی رکھا۔ اولاً" اسلام میں ان مہینوں میں جنگ حرام تھی' اب ہر وقت جہاد ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کا احترام بدستور باقی ہے ۱۰۔ عرب والے قربانیوں کے گلوں میں کچھ نشان ڈال دیا کرتے تھے۔ تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ قربانی ہے اور انہیں نہ چھیڑیں۔ ۱۱۔ شان نزول ایک بار شریح ابن ہند مدینہ منورہ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرکے جاتے وقت مدینہ والوں کے مال مویشی ہانک لے گیا۔ مسلمانوں کو بہت رنج ہوا اگلے سال حج کے ارادہ سے ہدی کے جانور لے کر مکہ معظمہ چلا۔ صحابہ کرام نے چاہا کہ اس سے چار سال کا بدلہ لیں اور یہ تمام جانور چھین لیں۔ حضور نے منع فرمایا۔ حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے بدلے میں ہم شرعی حدود نہ توڑیں'

وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۱ اور تمہیں کسی قوم کی

شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا

اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا

زیادتی کرنے پر نہ ابھارے۲ اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۳ اور اللہ سے ڈرتے رہو۴ بے شک

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے مردار۵

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

اور خون اور سور کا گوشت۶ اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۷

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ

اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا۸ اور جو گر کر مرا اور جسے کسی

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَي

جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو۹ اور جو کسی تھان پر

النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ

ذبح کیا گیا۱۰ اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا۱۱ یہ گناہ کا کام ہے

اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا

آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی۱۲ تو ان

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۱۳

۱۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے مگر یہ اباحت ایسی قطعی ہے کہ اس کا منکر کافر ہے' کیونکہ احرام سے فارغ ہو کر شکار کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ ہر قطعی چیز کا انکار کفر ہے خواہ فرض یا واجب یا مستحب۔ ۲۔ کفار مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے دن عمرہ سے روکا مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ تم اس کے بدلہ میں انہیں کعبہ سے مت روکو خیال رہے کہ اب کافر کو روکا جائے گا کفر کی وجہ سے رب فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ غیر خدا سے مدد لینا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ امداد باہمی اچھی چیز ہے۔ مالی ہو یا جسمانی یا روحانی بشرطیکہ جائز چیز پر ہو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی مدد کرنا بھی گناہ ہے چوری کرنا' چوری کرانا' چوری کا مال گھر میں رکھنا سب جرم ہیں' ایسے ہی نیکی کرنا اور کرانا نیکی پر مدد کرنا سب میں ثواب ہے ۵۔ یہاں گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر فرمایا۔ مردار وہ جانور ہے۔ جس کا ذبح کرنا فرض ہو۔ اور بغیر ذبح مرجائے۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے۔ دیگر بعض منافع جائز ہیں۔ مثلاً اس کی کھال پکا کر جوتے وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ خون' سے بہتا ہوا خون مراد ہے۔ لہٰذا تلی اور کلیجی جائز ہے۔ ۶۔ چونکہ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا۔ باقی اجزا کے کھانے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے آیت میں لحم کی قید لگائی۔ یہ قید اتفاقی ہے ورنہ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں بلکہ سور کی کوئی چیز کھانے کے سوا اور طرح بھی استعمال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سور کو رب نے نجس العین فرمایا فَاِنَّهٗ رِجْسٌ سور کا گوشت قرآن مجید نے حرام کیا۔ اس کے باقی اجزاء حدیث شریف نے ۷۔ یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا۔ جیسے کفار عرب کا دستور تھا کہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ جانور کی زندگی میں اس پر غیر خدا کا نام لینا حرام نہیں کر دیتا۔ دیکھو بحیرہ اور سائبہ بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے۔ مگر حلال تھے۔ مسلمان انہیں ذبح کریں اور کھائیں' جب خود گنگا کا پانی اور مشرکین کے پوجا کی گائے کا چینا کھانا جائز اور مندر کے پتھر اور پیپل کے درخت کا استعمال جائز تو ان کے نام پر چھوڑا ہوا جانور کیوں حرام ہو گا ۸۔ خواہ لاٹھی سے مارا ہو۔ یا گولی سے یا غلہ سے حرام ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ بلی سے چھڑائی ہوئی مرغی۔ بھیڑیئے وغیرہ سے چھڑائی ہوئی بکری اگر زندگی میں ذبح کر لی جائے تو حلال ہے۔ ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کسی تھان پر بھینٹ اور اس کی عبادت کی نیت سے ذبح کیا جائے وہ حرام ہے' اگرچہ اللہ کے نام پر ہی ذبح ہو۔ مسئلہ اگر کافر بھینٹ کا جانور تھان پر لے جا کر مسلمان سے ذبح کراوے اور مسلمان بسم اللہ سے ذبح کرے۔ وہ حلال ہے (عالمگیری) کیونکہ یہاں ذبح کرنے والے کی نیت بھینٹ کی نہیں۔ اور ذبح کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ما اھل الخ اور ما ذبح الخ میں تکرار نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فال کھولنا نمبر ۲ بدفالی لینا نمبر ۳ پانسے ڈالنا سب حرام ہے۔ ہاں اچھی بات یا اچھے آدمی کی ملاقات سے نیک فال لینا جائز ہے ۱۲۔ یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جو جمعہ کا دن تھا عصر کے بعد نازل ہوئی' یعنی کافر تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے یا تمہیں کافر بنا سکنے سے مایوس ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی صحابہ کو کافر مانے وہ کفار سے بدتر ہے ۱۳۔ یعنی عقائد کا بیان احکام کی آیات کا نزول' اجتہاد کے قوانین آج سب مکمل ہو چکے اس کے بعد حکم کی آیت کوئی نہ آئے گی اور تمہارا دین منسوخ بھی نہ ہو گا۔

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ۱ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند

دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ

کیا ۲ تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف

لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ

نہ جھکے ۳ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۴ اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ

اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ

ان کیلئے کیا حلال ہوا ۵ تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں ۶ اور جو شکاری

مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ

جانور تم نے سدھالئے ۷ انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں

اللّٰهُ ؗ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ

سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں ۸ اور اس پر اللہ کا نام

اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

لو ۹ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی ۱۰

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں ۱۱ اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے

الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ

حلال ہے ۱۲ اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو ۱۳

۱۔ یعنی تمہیں فتح مکہ نصیب فرمائی۔ ظاہری اور باطنی امن عطا کی' کفر کی علامتیں مٹادیں۔ خیال رہے کہ ذات کی تکمیل کا نام اکمال ہے اور صفات کی تکمیل کا نام اتمام' لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ اسی لئے اَکْمَلْتُ کے ساتھ دین اور اَتْمَمْتُ کے ساتھ نِعْمَتِیْ فرمایا ۲۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صرف اسلام خدا کو پیارا ہے یعنی دین محمدی' باقی سب دین مردود۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ اصول دین میں زیادتی کمی نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی فرعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے اس لئے دِیْنَکُمْ فرمایا منعبکم نہ فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ دین کامل ہو چکا۔ سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا قادیانی بے دین ہیں۔ پانچویں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا کو پیارا نہیں' جڑ کٹ جانے کے بعد پتوں کو پانی دینا بے کار ہے۔ ۳۔ یعنی اگر کسی مسلمان کو حلال چیز میسر نہ آئے اور بھوک پیاس سے جان پر بن جائے تو وہ جان بچانے کی بقدر حرام چیز کھا پی سکتا ہے۔ بشرطیکہ گناہ نہ کرے' یعنی زیادہ نہ کھائے اس میں وہ بیمار بھی داخل ہے جس کی حرام کے سوا کوئی دوا نہ ہو ۴۔ یعنی بحالت مجبوری و اضطرار جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت حرام چیز کھا لینا جائز ہے' اگر تم اس اندازے میں غلطی کرو اور ایک آدھ لقمہ زیادہ کھا جاؤ۔ تو ہم غفور رحیم ہیں معاف فرما دیں گے۔ لہٰذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ یعنی کونسے جانور حلال ہیں جن کو شکار کر کے کھایا جاوے' خیال رہے کہ دریائی جانور سب حرام سوائے مچھلی کے خشکی کے بے خون والے جانور سب حرام سوائے ٹڈی کے' خون والے چرندے کیل والے حرام ہیں' پرندے شکاری پنجہ والے حرام ہیں۔ طیبات سے مراد حلال چیزیں ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ نیز لذیذ چیزیں چھوڑنا تقویٰ نہیں' حرام سے بچنا تقویٰ ہے نہ کہ حلال کو حرام کر لینا ۷۔ خواہ درندہ ہو جیسے کتا اور چیتا یا شکاری پرندہ جیسے شکرہ' باز' شاہین وغیرہ' جب وہ ایسے سدھائے جائیں کہ کتا اور چیتا تو بغیر دیئے ہوئے اس کا گوشت نہ کھائیں اور باز اور شکرہ اشارہ پر لوٹ آئیں اس سے معلوم ہوا کہ بلی کی ماری ہوئی مرغی حرام ہے۔ ۸۔ یعنی تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتے جب شکار کر کے لاویں اور اس میں سے کچھ نہ کھائیں' تو اگرچہ جانور مر گیا ہو' حلال ہے اور اگر کتے نے کچھ کھا لیا ہو تو حرام ہے' کہ یہ اس نے اپنے لئے شکار کیا۔ تمہارے لئے نہ کیا ۹۔ یعنی ان شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ دیا کرو ۱۰۔ کہ چند گھنٹوں میں ساری مخلوق کا حساب لے لے گا۔ قیامت کا باقی وقت شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار میں گزرے گا ۱۱۔ یعنی اہل کتاب پر ان کے گناہوں کی وجہ سے بعض پاک چیزیں بھی حرام کر دی گئی تھیں۔ اب آج سے وہ سب تم پر حلال ہیں ۱۲۔ یعنی اہل کتاب کا ذبیحہ اور ان کی عورتیں مسلمانوں کو حلال ہیں بشرطیکہ وہ اہل کتاب رہیں۔ موجودہ عام انگریز' دہریہ خدا کے منکر ہو چکے ہیں۔ لہٰذا نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے نہ عورتیں بلکہ اب تو عام انگریز ذبح کرتے بھی نہیں۔ نیز مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے حرام ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ ان کا مہر ان کے حوالے کر دو۔ یا اس کا وعدہ کر لو۔ خیال رہے کہ مہر کی تاکید کے لئے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ورنہ نکاح بغیر مہر کے ذکر سے بھی ہو جاتا ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے۔ کیونکہ متعہ میں صرف شہوت پوری کرنی ہوتی ہے نہ اولاد حاصل کرنا اور نہ عورت کو نکاح کی قید میں رکھنا۔ اسی لئے ممتوعہ عورت کو نہ طلاق ہو سکتی ہے۔ نہ خلع نہ ظہار نہ میراث' یہ مسائل کتب شیعہ میں بھی تفصیل وار موجود ہیں' ابتدائے اسلام میں متعہ ایسے ہی عارضی طور پر حلال ہوا تھا جیسے شراب ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ بھی حرام ہے اور خانگی عورتوں سے خفیہ زنا بھی حرام اور کسی لونڈی سے علانیہ زنا بھی سخت جرم۔ پہلی دو چیزیں تو غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ سے حرام سے ہوئیں اور تیسری چیز مُتَّخِذِيْ اَخْدَانٍ سے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی ساری عبادات برباد ہو جاتی ہیں

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ

قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے [۱] اور نہ آشنا بناتے [۲]

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي

اور جو مسلمان کافر ہوا اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا [۳] اور وہ

الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

آخرت میں زیاں کار ہے اے ایمان والو جب نماز

قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ

کو کھڑے ہونا چاہو [۴] تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک

اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى

ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں

الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ

دھوؤ [۵] اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو [۶] اور اگر تم

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

یا تم نے عورتوں سے صحبت کی [۷] اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا [۸] تو پاک مٹی سے

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ

تیمم کرو [۹] تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں

اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ

چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو

ع ۵

Page-171.bmp

لیکن وہ اگر دوبارہ اسلام لائے تو اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ نمازوں وغیرہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں (کتب اصول) یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد اصلی کافر سے بدتر ہے ۴۔ خیال رہے کہ یہاں قیام سے مراد وہ نہیں جو نماز میں فرض ہے کیونکہ وہ تو وضو سے پیچھے ہے' بلکہ نماز کے لئے اٹھنا اور چلنا مراد ہے' اسی لئے یہاں الی الصلوٰۃ فرمایا فی الصلوٰۃ نہ فرمایا ۵۔ معلوم ہوا کہ وضو میں نیت شرط نہیں سنت ہے کیونکہ یہاں ان اعضا کے دھونے کو مطلق رکھا گیا۔ نیز وضو میں کلی اور ناک میں پانی لینا فرض نہیں' کیونکہ قرآن کریم نے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ حدیث کی وجہ سے سنت ہے نیز پاؤں پر مسح نہ ہو گا بلکہ اسے دھویا جائے گا ۶۔ اِطَّهَرُوْا باب اِفَّعَّلَ سے ہے یعنی خوب پاک اور صاف ہوؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ غسل میں ان اعضا کا دھونا بھی فرض ہے۔ جو بعض لحاظ سے ظاہر بدن ہیں۔ لہٰذا کلی اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے وضو میں نہیں' کیونکہ وضو میں مبالغہ کا صیغہ ارشاد نہیں ہوا ۷۔ اگر عورت سے ننگا ہو کر چمٹا۔ تو وضو گیا اور اگر صحبت کر لی تو غسل گیا۔ ان دونوں صورتوں میں پانی نہ ملنے پر تیمم کیا جائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل دونوں کا تیمم یکساں ہے ۸۔ پانی نہ ملنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پانی وہاں موجود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ پانی تو ہو۔ لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو' یا بیماری سے' یا دشمن یا موذی جانور کی رکاوٹ کی وجہ سے' دیکھو امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں تیمم سے نمازیں پڑھیں حالانکہ دریائے فرات سامنے تھا۔ کیونکہ آپ وہاں پہنچنے پر قادر نہ تھے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مٹی اور مٹی کی جنس سے تیمم جائز ہے۔ جنس مٹی وہ ہے جو زمین سے پیدا ہو۔ اور آگ میں نہ راکھ ہو نہ گلے۔ لہٰذا پہاڑی نمک اور کان کے کوئلے سے تیمم جائز ہے۔

ا۔ کہ تمہیں مسلمان بنایا اور تمہارے لئے آسان احکام بھیجے' ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنایا ۲۔ اس آیت میں بیعت عقبہ یا بیعت رضوان کی طرف اشارہ ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ انسان ہر نیکی رب کی توفیق سے کرتا ہے اس پر فخر نہ کرے بلکہ رب کا شکر ادا کرے۔ دوسرے یہ کہ بیعت عقبہ اور بیعت رضوان والے سارے صحابہ رب کے پیارے مقبول بندے ہیں۔ جنہیں رب نے اس بیعت کا شرف بخشا اسی بیعت کو یہاں نعمت اللہ فرمایا گیا۔ تیسرے یہ کہ ان سارے صحابہ نے ان بیعتوں کے سارے وعدے پورے کئے۔ وہ وعدے کے سچے تھے کیونکہ رب نے یہاں ان کے وعدے بغیر تردید ذکر فرمائے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے اخلاص و نیاز مندی سے مطلع ہے' تمہیں اس کی بھی جزا دے گا۔ خیال رہے کہ دل کے برے خیالات کی معافی ہے۔ مگر نیک ارادوں' اچھی نیتوں پر ثواب ہے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق کا بدلہ دیدار الٰہی ہے' ۴۔ قَوّٰمِیْنَ مبالغہ کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے نفس اپنے اہل قرابت اور اہل عداوت غرض سب ہی سے انصاف کرے' اپنے گناہوں کا اقرار' قرابت داروں کے حق کا ادا کرنا۔ نبی کی اطاعت' رب کی عبادت سب اسی انصاف کی قسمیں ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ عدل و انصاف میں اپنے پرائے۔ مسلمان کافر۔ سب یکساں رکھے جائیں گے' اس آیت کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طے فرمائے ہوئے وہ مقدمے ہیں جن میں حضور نے مسلمانوں کے خلاف اور کافر کے حق میں فیصلے دیئے ۶۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے کہ ایمان کا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ پھل وہی کھا سکتا ہے جو جڑ اور شاخوں کی حفاظت کرے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر متقی مسلمان سے اللہ نے مغفرت اور ثواب کا وعدہ فرما لیا۔ رب کے وعدے سچے ہیں' لیکن اعتبار خاتمہ کا ہے۔ ایمان سے نکل جانے والا خود اس وعدے سے نکل گیا۔ اللہ سچا ہے بندے جھوٹے ہو جاتے ہیں ۸۔ اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشگی صرف کافروں کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے آیتوں کو جھٹلایا نہیں۔ ۹۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے دوران سفر میں ایک جنگل میں قیام فرما تھے' دوپہر کا وقت تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف درختوں کے نیچے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ حضور نے اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی تھی' ایک بدوی نے موقعہ پا کر اس تلوار پر قبضہ کر لیا اور حضور سے کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ' جبریل علیہ السلام نے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گرا دی' حضور نے اٹھالی اور فرمایا کہ بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں' تفسیر ابو السعود میں ہے کہ وہ بدوی مسلمان ہو گیا' (واللہ اعلم) اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے' چونکہ وہ بدوی اپنی ساری قوم کی طرف سے آیا تھا اس لئے اِذْ هَمَّ قَوْمٌ فرمایا گیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا حکم ربانی ہے۔ محفل میلاد شریف میں بھی اللہ کی بڑی نعمت کی یاد کی جاتی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت رب کی سب سے بڑی نعمت ہے' نیز نعمت کی یاد رب کا شکر ہے رب نے فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ

اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا

بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کی بات جانتا ہے اے ایمان والو

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے اور تم کو کسی قوم کی

شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ

عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ

لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨

قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ

ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری

بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں اے ایمان والو

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا

اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے [1] اور بے شک اللہ نے

مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ

بنی اسرائیل سے عہد لیا [2] اور ہم نے ان پر بارہ سردار

نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

قائم کیے [3] اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو [4]

وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ

اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو [5] اور

اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اللہ کو قرض حسن دو [6] بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا [7]

وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ

اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا [8] جن کے نیچے نہریں رواں

فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے [9] وہ ضرور سیدھی راہ سے

السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا

بہکا [10] تو ان کی کیسی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے

قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ

دل سخت کر دیئے [11] اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں [12] اور

نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي

بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک ایک

خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ

دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے تو انہیں معاف کرو

۱۔ خیال رہے کہ طبیبوں سے دوا' اور بزرگوں سے دعا کرانا' توکل کے خلاف نہیں کہ یہ اسباب پر عمل ہے ۲۔ انبیاء کرام کے ذریعہ سے یہ عہد لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے' کیونکہ یہ عہد نبیوں نے لیا تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لیا ۳۔ نقیب نقب سے بنا۔ بمعنی کھودنا۔ اور کریدنا یہاں اس سے تحقیق اور تفتیش کرنا مراد ہے' یعنی قوم کے حالات سے باخبر رہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی سرداری و نمبرداری اہل کو دینا جائز ہے' اس سے بہت سے سیاسی مسئلے مستنبط ہو سکتے ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت العقبہ میں بارہ انصاریوں کو نقیب مقرر فرمایا تھا' جو مدینہ کے مسلمانوں کا دینی انتظام کریں اور ان کی اصلاح کرتے رہیں ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بنی اسرائیل پر نماز و زکوٰۃ فرض تھیں۔ اگرچہ وہ ہماری نماز و زکوٰۃ سے مختلف تھیں' چنانچہ ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چہارم مال زکوٰۃ تھی۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ہتھیار تقویٰ اور نیک اعمال ہیں کسی وقت خصوصاً جہاد میں ان سے غافل نہیں رہنا چاہیے' رب فرماتا ہے اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم ایسی اہم عبادت ہے کہ رب نے اس کا عہد لیا۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں' لہٰذا ہر وہ تعظیم جو شرعاً" حرام نہ ہو وہ کی جائے انہیں سجدہ نہ کرو' انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو باقی جس قدر تعظیم ممکن ہو کرو ہر تعظیم ثواب ہے' اس میں نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔ ۶۔ مساکین پر خیرات گویا اللہ کو قرض دینا ہے جیسے کسی کی اولاد کے ساتھ سلوک صاحب اولاد پر قرض ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حقوق کی معافی نہیں ہوتی لہٰذا نو مسلم کو زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا پڑے گا' نیز نیک اعمال کی برکت سے گناہ صغیرہ کی معافی ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ۸۔ عالم برزخ سے گزرنے اور محشر کے میدان سے فارغ ہونے کے بعد ۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بارہ نقیبوں کو قوم جبارین کے حالات کی تفتیش کے لئے بھیجا۔ جب کہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر ان سے جنگ کرنے جا رہے تھے اور نقیبوں سے فرما دیا کہ تم جو کچھ دیکھ کر آؤ ہم سے کہنا اعلان نہ کرنا' ان لوگوں نے واپس آ کر علانیہ لوگوں سے کہا کہ جبارین نہایت قوی الجثہ اور جنگجو بہادر ہیں' سوائے حضرت کالب ابن یوقنا اور یوشع ابن نون کے سب نقیبوں نے عہد توڑ دیا۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے' اس صورت میں کفر سے مراد وہ بدعہدی ہے جو ان نقیبوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کی ۱۰۔ کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبروں کا انکار کیا۔ بلکہ ان سے دشمنی کی۔ حضور کے اوصاف چھپائے جو توریت میں مذکور ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کا نتیجہ سختی دل ہے' ایسے ہی نیکیوں سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ میں لفظی تحریف بھی جرم ہے۔ خواہ وہ تحریف ذاتی ہو یا وصفی' لہٰذا قرآنی حروف کو دیدہ و دانستہ صحیح مخارج سے ادا نہ کرنا' 'ق' کو 'ک' اور 'ض' کو 'ظ' پڑھنا سخت گناہ ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذمی کافر جب تک جزیہ دیتا رہے' اس وقت تک اس کی معمولی بد عہدی سے درگزر کیا جائے' ہاں بعض بد عہدیاں وہ ہیں جن سے ذمہ ٹوٹ جاتا ہے بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس قوم کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا پھر توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کی عہد شکنی سے مطلع فرمادیا اور درگزر کرنے کا حکم دیا (خزائن) ۲۔ اس میں اشارۃ" فرمایا گیا کہ موجودہ عیسائی صرف نام کے نصاریٰ رہ گئے ہیں کام کے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی مدد کرنا چھوڑ دی اور آپ سے کئے عہدوں کو توڑ دیا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے بہت سے فرقے رہیں گے۔

اصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ

اور درگزرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا

قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

کہ ہم نصاریٰ ہیں ۲ ہم نے ان سے عہد لیا تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى

نصیحتوں کو جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا

بغض ڈال دیا ۳ اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ

يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا

کرتے تھے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ

۴ اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بیشک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ

کتاب ۵ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے ۶ اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے

السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

رستے اور انہیں اندھیریوں سے ۷ روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے

وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے ۸ بیشک کافر ہوئے

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ

وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے ۹ تم فرمادو پھر

جن میں ہمیشہ جنگ اور عداوت رہے گی اب بھی انگلستان جرمنی وغیرہ کا حال دیکھ لو کہ اگرچہ ان میں کبھی سیاسی خود غرضیوں کی بنا پر ظاہری اتفاق ہو جاتے ہیں لیکن دل سب کے علیحدہ رہتے ہیں' ان کی نااتفاقی مرنے کے بعد بھی نہیں جاتی کہ ولایتی عیسائیوں کے قبرستان اور' مگر دیسیوں کے اور ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی کتب کے احکام سے واقف تھے' یہ بھی جانتے تھے کہ کون سے احکام اصلی ہیں اور کون سے جعلی' کسی کے چھپے بھید وہی ظاہر کر سکتا ہے جو بھید سے واقف ہو' لیکن حضور کو ان کتابوں کے درست کرنے کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت رجم وغیرہ کو درست فرما بھی دیا ۵۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ نور اور کتاب مبین دونوں حضور ہی ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات مظہر ذات مظہر احکام و اخبار ہیں۔ لہٰذا یہ عطف تفسیری بھی ہو سکتا ہے حضور اللہ کا نور اس طرح ہیں کہ آپ ذات باری سے پہلے فیض پانے والے اور آپ کے ذریعہ سے دوسرے لوگ فیض لینے والے ہیں یہ بھی پتہ لگا کہ کوئی نور محمدی کو بجھا نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہیں جیسے چاند سورج نیز اس کی کوئی پیمائش نہیں کر سکتا جیسے سمندر کا پانی اور ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بغیر قرآن کی سمجھ ناممکن ہے کیونکہ بغیر نور کتاب نہیں پڑھی جا سکتی قرآن کے نقوش چھونے کے لئے ضروری ہے کہ پانی سے جسم کا غسل کیا جائے اور قرآن کے اسرار چھونے کے لئے ضروری ہے کہ مدینہ طیبہ کے پانی سے دل کا غسل کیا جائے ۶۔ معلوم ہوا کہ اللہ جس کسی کو ہدایت دیتا ہے یا دے گا وہ حضور ہی کے ذریعہ سے ہے کوئی شخص حضور سے مستغنی نہیں ہو سکتا اسی لئے فرمایا يَّهْدِيْ بِهٖ ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفر بے شمار ہیں' ایمان صرف ایک' اسی لئے ظلمت کو جمع اور نور یعنی ایمان کو واحد فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ ہر کفر سے بچا جائے' تیسرے یہ کہ ایمان و کفر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے' کیونکہ رب نے ایمان کو روشنی اور کفر کو تاریکی فرمایا۔ جیسے یہ دونوں ضدین ہیں ایسے ہی ایمان و کفر' لہٰذا کافر و مومن میں اتحاد و اتفاق ناممکن ہے ۸۔ یعنی مومنوں کو نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ کیونکہ عقائد کی ہدایت تو پہلے مذکور ہو چکی ۹۔ خیال رہے کہ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے تھے اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض تین معبودوں میں سے ایک' چنانچہ یعقوبیہ اور ملکانیہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ میں ایسا حلول کیا ہے جیسے پھول میں خوشبو اور آگ میں گرمی نے' اس لئے وہ خدا ہیں نجران کے عیسائیوں نے حضور کی بارگاہ میں یہی عرض کیا تھا انہی کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔

۱۔ ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی کئی طرح تردید ہے۔ ایک یہ کہ عیسیٰ کو موت آ سکتی ہے' دوسرے یہ کہ آپ ماں کے شکم سے پیدا ہوئے جس میں یہ صفات ہوں وہ اللہ نہیں ہو سکتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا مالک ہے اور ہر چیز رب کا بندہ ہے اگر کسی میں رب نے حلول کیا ہوتا تو وہ اللہ کا بندہ نہ ہوتا۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ خالق ہے۔ اگر آپ میں الوہیت ہوتی تو آپ بھی خالق اور قادر ہوتے قدیر تک ان چاروں چیزوں کا بیان ہے ۲۔ شان نزول۔ حضور کی خدمت میں اہل کتاب کی ایک جماعت آئی حضور نے انہیں اسلام کی تبلیغ کی اور رب کے عذاب سے ڈرایا وہ بولے کہ آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں' ہم

يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ

اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح

ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ

بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ۱ اور اللہ ہی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ

کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور اس کے درمیان کی جو چاہے

مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ

پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور یہودی

الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ

اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ۲ تم فرما دو

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ

پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے ۳ بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

جسے چاہے بخشتا ہے اور جسے چاہے سزا دیتا ہے ۴ اور اللہ ہی کے لئے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

سب سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے

فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاۗءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا

احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا ۵ کہ کبھی کہو ہمارے پاس کوئی خوشی

نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ۶ اور اللہ کو سب

تو اللہ کے بیٹے ہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کو ایسے پیارے ہیں جیسے بیٹا باپ کو۔ کہ بیٹا کتنا ہی برا ہو مگر باپ کو پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی ہم ہیں۔ یہاں بیٹے سے مراد اولاد نہیں' کیونکہ وہ لوگ اپنے کو اس معنی میں خدا کا بیٹا نہ کہتے تھے' اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ اپنے کو اعمال سے مستغنی جاننا عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ آج کل بعض محبت اہل بیت کے مدعی حضرات اور بعض جاہل فقیروں کا یہی عقیدہ ہے یہ سمجھنا کفر ہے قرآن کریم نے ہر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا ۳۔ یہود کا عقیدہ تھا کہ ہم چالیس دن دوزخ میں رہیں گے' یعنی بچھڑے کی پوجا کی مدت' اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم بیٹوں کی طرح رب کو پیارے ہو' تو تمہیں یہ سزا بھی کیوں ملے گی۔ تمہارے ان دونوں عقیدوں میں تعارض ہے ۴۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے جسے چاہے سزا دے یہ مطلب نہیں کہ جس بے قصور کو چاہے بلا جرم عذاب دے دے۔ جیسا دیانند سرسوتی نے سمجھا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اور بے قصور کو سزا دینا عدل کے خلاف ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری اہل کتاب امتوں کے نبی ہیں۔ کیونکہ حضور سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق الٰہی کے نبی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضور کی تشریف آوری سے بہت عرصہ پہلے انبیاء کرام کا آنا بند ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضور کی ولادت ۵۶۹ء میں ہوئی' اس درمیان میں دنیا میں کوئی نبی تشریف نہ لائے۔ خیال رہے کہ اسی درمیانی زمانہ کا نام زمانہ فترت ہے' اس زمانہ کے لوگوں کو صرف عقیدہ' توحید کافی تھا۔ جیسے حضور کے والدین۔ یہ بھی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے اس عرصہ میں نہ آنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے بہت گہرے اندھیرے کو سورج ہی دور کرتا ہے ۶۔ خیال رہے کہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ جمع فرمایا نہ کہ تصدیق کے ساتھ' یعنی حضور کو بشیر و نذیر تو فرمایا۔ مصدق اور مبشر نہ فرمایا۔ کیونکہ حضور عذاب سے ڈرانے والے اور ثواب کی بشارت دینے والے ہیں۔ آپ کسی پیغمبر کے بشیر نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ نے انبیاء کی تصدیق ہی کی ہے۔ بشارت کسی کی نہیں دی۔

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١٩ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا

قدرت ہے اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا

نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ

احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے ۱ اور تمہیں بادشاہ

مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۝٢٠

کیا ۲ اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا ۳

يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ

اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو ۴ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی

لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝٢١

اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا

بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں ۵ اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں

حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ۝٢٢

گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ۶ ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا

جائیں دو مرد کہ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے اللہ نے انہیں نوازا ۷

ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ

بولے کہ زبردستی دروازے میں ان پر داخل ہو اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے

غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝٢٣

تو تمہارا ہی غلبہ ہے ۸ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے ۹

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا

بولے اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں

۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد میں ہونا اور پیغمبر کی قوم سے ہونا شرافت کا سبب ہے' خدا کی نعمت ہے جبکہ ایمان کے ساتھ ہو' لہٰذا سید حضرات دیگر قوموں سے اشرف ہیں' کیونکہ وہ حضور کی اولاد ہیں اس سے پہلے بنی اسرائیل اسی لئے تمام جہان سے افضل تھے۔ کہ وہ اولاد انبیاء تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں حضور کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ سلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بنی اسرائیل میں بعض وہ پیغمبر ہیں جو نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی' جیسے حضرت یوسف و حضرت داؤد علیہم السلام ۳۔ اس طرح کہ تم میں اولیاء اللہ پیدا فرمائے۔ تم پر من و سلویٰ اتارا' تمہارے دشمن فرعون کو بحر قلزم میں ڈبویا۔ تمہارے لئے دریا کو چیرا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا اچھا ہے گیارہویں شریف' بارہویں شریف' عرس بزرگان کا یہی منشا ہے ۴۔ ارض مقدس سے مراد شام کا علاقہ ہے اس پر قوم جبار قابض تھی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس پر جہاد اور اس زمین پر راج کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس زمین میں بزرگان دین کے مزارات ہوں وہ شہر اور تمام علاقہ مقدس اور پاک ہو جاتا ہے' کیونکہ رب نے شام کو اسی لئے مقدس فرمایا کہ وہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں لہٰذا بغداد۔ اجمیر و سرہند کو شریف کہنا۔ مکہ کو معظمہ اور مدینہ کو منورہ کہنا بہت بہتر ہے' اس کا ماخذ یہی آیت ہے کہا جاتا ہے مزاج شریف یا اسم شریف ۵۔ اس قوم جبارین کی جسامت کا یہ عالم تھا کہ ان کے جوتے میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی آ جاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حالات دیکھنے کے لئے بارہ نقیب بھیجے تھے۔ ان میں سے دس نے یہ حالات لوگوں کو بتا دیئے تب بنی اسرائیل گھبرا گئے اور یہ بولے (روح البیان) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ ادخلوا فرمانے سے بنی اسرائیل پر اس مخالفت کی وجہ سے مختلف عذاب آئے ۷۔ یہ دونوں حضرات کالب ابن یوقنا موسیٰ علیہ السلام کے بہنوئی یعنی مریم بنت عمران کے خاوند اور یوشع ابن نون ابن افراثیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے پہلے بھی قوم جبار کی خبر شائع نہ کی تھی ۸۔ اس میں غیب کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اس وقت ولی تھے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ فتح و نصرت کثرت پر موقوف نہیں اگر رب چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دے۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ۲ ہم یہاں بیٹھے ہیں ۳

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ

موسیٰ نے عرض کی کہ رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا ۳

بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

تو تو ہم کو بے حکموں سے جدا رکھ ۴ فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے

عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا

چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں ۵ تو تم

تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ

ان بے حکموں کا افسوس نہ کھاؤ ۶ اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں

اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا

کی سچی خبر ۷ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی ۸

وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا

اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا ۹ کہا اللہ اسی

یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ

سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے ۱۰ بے شک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر

یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ

بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ

قتل کروں ۱۱ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک سارے جہان کا ۱۲

اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا ۱۳ اور تیرا گناہ ۱۴ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے

۱۔ آج کل وہابی بھی کہتے ہیں کہ اگر اولیاء میں کچھ قدرت ہے تو دشمن کے مقابلہ میں فوجیں نہ بھیجو ایک ولی کو بھیج دو انہوں نے یہ یہاں سے سیکھا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں سے کہیں افضل ہیں' کیونکہ ان حضرات نے کسی سخت موقعہ پر بھی حضور کا ساتھ نہیں چھوڑا' اور ایسا روکھا جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ جیسے حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار ہیں ۳۔ یہاں ملک سے مراد قابو اور اختیار ہے' نہ کہ عرفی ملکیت' کیونکہ کوئی شخص نہ اپنی جان کا مالک ہوتا ہے نہ نبی کا' مطلب یہ ہے کہ مجھے صرف اپنے اور اپنے بھائی پر قابو ہے اور کسی پر نہیں۔ اس سے بنی اسرائیل کی سرکشی معلوم ہوئی کہ ان کے نبی بھی ان سے مایوس تھے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بروں سے علیحدگی اچھی چیز ہے جس کی موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی' دوسرے یہ کہ بدوں کی بدکاری سے نیک کاروں پر بھی سختی آ جاتی ہے' ان نافرمانوں کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو بھی مقام تیہ میں قیام فرمانا پڑا۔ تیسرے یہ کہ اچھوں کی صحبت سے برے بھی فیض حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو مقام تیہ میں من و سلویٰ ملا۔ پتھر سے پانی کے بارہ چشمے ملے وہ لباس عطا ہوا جو اتنے عرصہ تک نہ گلا نہ میلا ہوا ۵۔ اس جنگل کا نام تیہ ہوا' یعنی بھٹکنے پھرنے کی جگہ' یہ میدان نو کوس مربعہ میں تھا۔ اس تنگ جنگل میں چھ لاکھ اسرائیلی اس طرح قید ہوئے کہ دن بھر چلتے مگر شام کو وہاں ہی ہوتے یہ ایک حیران کن معجزہ تھا' یہاں ہی ان لوگوں پر من و سلویٰ اتارا گیا اور اسی میدان میں حضرت ہارون اور موسیٰ علیہم السلام کی وفات ہوئی' پھر یوشع علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ اور چالیس سال قید کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے ساتھ قوم جبارین پر جہاد کیا اور شام فتح فرمایا ۶۔ خیال رہے کہ تیہ والے بنی اسرائیلیوں میں جن کی عمر قید کے وقت بیس سال سے زائد تھی وہ سب اس مدت میں یہیں فوت ہو گئے اور جن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا' ان میں سے کوئی بھی وہاں داخل نہ ہو سکا ۷۔ یعنی ہابیل و قابیل کا واقعہ کہ حضرت حوا کے شکم سے ہابیل کے ساتھ لیوا پیدا ہوئی تھی اور قابیل کے ساتھ اقلیمہ' لہٰذا اس شریعت کی رو سے اقلیمہ قابیل پر حرام تھی اس پر لیوا حلال تھی مگر اقلیمہ زیادہ خوبصورت تھی قابیل نے اس سے ہی نکاح کرنا چاہا۔ آدم علیہ السلام نے منع فرمایا تو قابیل بولا کہ یہ آپ کی رائے ہے رب کا حکم نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں قربانیاں پیش کرو۔ جس کی قربانی کو آگ جلا جائے وہ سچا ہے چنانچہ قابیل نے گندم کا ڈھیر اور ہابیل نے اونٹ یا بکری ذبح کر کے پہاڑ پر رکھی' غیبی آگ آئی اور گوشت جلا گئی گندم چھوڑ گئی' اس پر قابیل کو حسد ہوا۔ اور اس نے ہابیل کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قربانی بڑی پرانی عبادت ہے کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے دی' دوسرے یہ کہ پچھلی امتوں میں قربانی کا گوشت کھانا جائز نہ تھا' ان کی مقبول قربانی کو قدرتی آگ جلا جاتی تھی اور مردود قربانی ویسے ہی پڑی رہتی تھی' قربانی کا گوشت کھانا ہماری امت کی خصوصیت ہے ۹۔ جب آدم علیہ السلام حج کے لئے گئے تو قابیل نے ہابیل کو اپنے اس ارادہ سے مطلع کیا اور دھمکایا ۱۰۔ یعنی تیری قربانی قبول نہ ہونے میں تیرا اپنا قصور ہے کہ تو متقی نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مظلوم اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ظالم کا وار روکے یا اسے قتل کر دے تو فتویٰ یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں' مگر تقویٰ یہ ہے کہ

ع ۸

وقف لازم

النصف

(بقیہ صفحہ ۱۷۷) اس سے بچنا اور خود قتل ہو جانا بہتر' دیکھو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اور شہید ہو گئے۔ آپ کے اس تقویٰ کا ماخذ یہ آیت ہے ۱۲۔ ہابیل قابیل سے زیادہ قوی تھے اگر آپ ہاتھ اٹھاتے تو قابیل مارا جاتا۔ اگرچہ آپ کا یہ فعل جائز ہوتا۔ لیکن شاید کچھ زیادتی سرزد ہو جاتی اس لئے اس سے باز رہے۔

ا۔ یعنی مجھے قتل کرنے کا گناہ' یہاں گناہ کی نسبت ہابیل کی جانب' فاعل کی طرف نہیں "گناہ تو قابیل کا تھا" یعنی قتل ہابیل بلکہ سبب کی طرف نسبت ہے یعنی وہ کام میرے سبب سے گناہ ہے رب فرماتا ہے جیسے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ یا فرماتا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک یہاں ذنب کی نسبت حضور کی طرف نسبت سببی ہے' یعنی آپ کی وجہ سے جو لوگوں نے گناہ کئے ۲۔ یعنی تیرے پچھلے گناہ' مجھ پر حسد کرنا' والد کی نافرمانی کرنا حرام عورت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا' خدائی فیصلہ کو نہ ماننا (خزائن) ۳۔ کیونکہ تم حکم شریعت کا انکار کر کے اور فیصلہ ربانی کو نہ مان کر کافر ہو چکے ہو ۴۔ اس طرح کہ قابیل نے ہابیل کا سر ایک پتھر پر رکھا اور دوسرے پتھر سے کچل دیا' اور یہ طریقہ اسے شیطان نے سکھایا تھا۔ یہ قتل مکہ معظمہ یا بصرہ میں واقع ہوا' اس وقت ہابیل کی عمر بیس سال کی تھی ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان نے سب سے پہلا جرم قتل کا کیا' دوسرے یہ کہ حسد بڑی بری چیز ہے' حسد ہی نے شیطان کو برباد کیا' تیسرے یہ کہ دنیا میں سب سے پہلا فساد عورت کی وجہ سے ہوا' عورت فتنہ کی جڑ ہے۔ شعر۔

جھگڑے کی بنیادیں تین!
زن ہے زر ہے اور زمین

۶۔ قابیل کے سامنے دو کوے آپس میں لڑے' ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا' پھر زندہ کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر غار کر کے مرے ہوئے کوے کو اس میں رکھا اور مٹی اوپر سے ڈال دی ۷۔ یہ پچھتانا توبہ کا نہ تھا' بلکہ دفن نہ کر سکنے کا تھا یا اس زمانہ میں فقط ندامت توبہ کے لئے کافی نہ تھی واللہ اعلم ۸۔ یعنی ظلماً" قتل بہت سے گناہوں کا باعث ہے کہ اسی قتل کی وجہ سے قابیل نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہوا اور بنی اسرائیل نے بہت ناحق قتل کئے۔ انبیاء کرام کو شہید کیا۔ لہٰذا ہم نے یہ حکم دیا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ایجاد کرنا زبردست گناہ ہے۔ اور نیکی کا ایجاد کرنا زبردست نیکی ہے' اس سے اشارۃً" بدعت سیئہ اور حسنہ کی تقسیم معلوم ہوئی' کیونکہ موجد قتل کو تمام جہان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ایسے ہی جو ایک جان کو بچائے اور پھر لوگ اس کی دیکھا دیکھی جانیں بچانا شروع کر دیں تو ان سب کی نیکیوں میں اس موجد کا بھی حصہ ہو گا لہٰذا ہر نیک و بد کام کے ایجاد کا یہی حال ہے' خیال رہے کہ یہاں فساد سے وہ جرم مراد ہے' جس سے مجرم قتل کا مستحق ہو جائے' جیسے ڈکیتی یا ارتداد ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو سزا ایک قتل کی ہے وہی بہت سے قتلوں کی' یعنی قصاص اور جو گناہ ایک قتل کا ہے وہی بہت سے قتلوں کا' یعنی دوزخ اور غضب الٰہی اگرچہ گناہ اور عذاب کی کیفیتوں میں فرق ہے ۱۱۔ یعنی موت سے بچا لیا' اور اس کی بہت صورتیں ہیں' کوئی بھوک پیاس سے مر رہا تھا' اسے کھلا پلا دیا' یا کوئی ظلماً" قتل ہو رہا تھا' اسے چھڑا لیا' لہٰذا یہاں جلانے کی نسبت سبب کی طرف ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت' دولت' ایمان' اولاد' جنت دیتے ہیں' دوزخ سے بچاتے ہیں' کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رب

اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ

تو تو دوزخی ہو جائے لہ اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس

لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

نے اسے بھائی کے قتل کا چاؤ دلایا تو اسے قتل کر دیا ٹہ تو رہ گیا

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ

نقصان میں سے تو اللہ نے ایک کوا بھیجا زمین کریدتا

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى

کہ اسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے ہے بولا ہائے خرابی

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ

میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش

سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ

چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا ہے اس سبب

ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ

سے ہے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی

نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا

بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے ہے تو گویا اس نے

قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا

سب لوگوں کو قتل کیا ہے اور جس نے ایک جان کو جلایا ہے اس نے سب

النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ

لوگوں کو جلایا اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے

ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ

ساتھ آئے پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے

(بقیہ صفحہ ۱۷۸) کی تمام نعمتوں کا سبب ہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں کی اولاد کا گناہ دوسروں کے گناہوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ یہاں بنی اسرائیل پر خصوصیت سے عتاب ہوا۔ ۲۔ شان نزول۔ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر ایمان لائے' مگر بیمار ہو گئے سرکار نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب پیو' انہوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہو گئے۔ مگر ایسی پھٹکار پڑی کہ پندرہ اونٹ لے کر بھاگ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ انہیں پکڑ لائیں' مگر ان بد نصیبوں نے انہیں ہاتھ پاؤں کاٹ کر شہید کر دیا۔ پھر یہ سب گرفتار کر کے لائے گئے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور سے جنگ رب سے جنگ ہے دوسرے یہ کہ ولی اللہ سے دشمنی اللہ رسول سے جنگ ہے۔ کیونکہ عرینہ والوں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی اسے اللہ' رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ قرار دیا گیا۔ ۳۔ ڈاکو تین قسم کے ہیں لہٰذا ان کی سزائیں تین طرح کی ہوئیں ایک وہ جو صرف راستہ روکیں' دوسرے وہ جو مال بھی لوٹیں تیسرے وہ جو مال کے ساتھ کسی کو قتل بھی کر دیں' پہلوں کی سزا صرف شہر بدر کرنا۔ دوسروں کی سزا ہاتھ کاٹنا اور تیسرے گروہ کی سزا سولی ہے ۴۔ یعنی اگر ڈاکو گرفتاری سے پہلے ہی توبہ کرلیں۔ پھر پکڑے جائیں۔ تو تم انہیں ڈکیتی کی سزا نہ دو۔ ۵۔ اس توبہ سے وہ آخرت کے عذاب اور ڈکیتی کی سزا سے تو بچ جائیں گے مگر مال کی واپسی اور قصاص باقی رہے گا۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا کہ پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اعمال کے ساتھ انبیاء و اولیاء کا وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آ گئے تھے پھر تلاش وسیلہ کا حکم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنا چاہیے تا کہ وسیلہ حاصل ہو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی متقی مومن بغیر وسیلہ رب تک نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ اس حکم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ کیونکہ آپ سب کا وسیلہ ہیں۔ آپ کا وسیلہ کون ہو سکتا ہے۔ ۸۔ یعنی حضور کے منکر ہوئے۔ حضور کا انکار ہر کفر کو شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے رب کا بھی انکار ہو سکتا ہے' اسی لئے یہ آیت وسیلہ کے بعد آئی۔

لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ

والے ہیں ۱ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے

رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا

لڑتے ۲ اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن

اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ

کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف

خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ

کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمینوں سے دور کر دیئے جائیں ۳

خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا

عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا

عذاب مگر وہ جنہوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ ۴

عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾ یٰۤاَیُّهَا

تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو ۶

وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ

اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ۷ بے شک

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

وہ جو کافر ہوئے ۸ جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کی برابر

وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ

اور اگر ان کی ملک ہو کر اسے دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی

ع ۵ / ۹

الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾

جان چھوڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا اور ان کے لئے دکھ کا عذاب ہے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ

دوزخ سے نکلنا چاہیں اور وہ اس سے

بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ

نہ نکلیں گے اور ان کو دوامی سزا ہے ۲ اور جو مرد

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا

یا عورت چور ہو ۳ تو ان کا ہاتھ کاٹو ۴ ان کے کئے کا بدلہ ۵

نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ

اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے

مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ

ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۶ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

بخشتا ہے جسے چاہے ۷ اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۸

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ

اے رسول ۹ تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں

فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ مال کا فدیہ قبول نہ ہو سکنا کافروں کا عذاب ہے مومن کے صدقہ و خیرات قبول ہوں گے' اور اس کی برکت سے انہیں عذاب سے رہائی ہو گی۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہیشگی اور عذاب کا ہلکا نہ ہونا یکساں رہنا کفار کے لئے خاص ہے' مومن کے لئے دوزخ میں ہیشگی نہیں نیز اس کا عذاب ہلکا بھی کیا جاوے گا بلکہ بعض کی جان نکال لی جائے گی پھر دوزخ سے نکلنے پر ڈال دی جائے گی ہاں بعض کفار کو اول ہی سے عذاب ہلکا ہو گا اور بعض کو سخت اور بعض کے لئے شروع سے ہی کچھ دنوں میں ہلکا عذاب ہوا کرے گا ابو طالب ہلکے عذاب میں ہیں اور ابو لہب پر پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے ۳۔ چور وہ جو محفوظ مال محفوظ جگہ سے چھپ کر لے لہذا کافر حربی کا مال چھپ کر لینا چوری نہیں کیونکہ وہ مال محفوظ نہیں اور کھلی مسجد میں سے اٹھا لینا چوری نہیں کیونکہ مال اگرچہ محفوظ ہے لیکن جگہ محفوظ نہیں' راستہ باغ کھیت وغیرہ کا یہی حکم ہے اس سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں یعنی ان سے ہاتھ نہ کٹیں گے ۴۔ خیال رہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے گئے مگر زانی کا عضو تناسل نہ کاٹا گیا تاکہ نسل منقطع نہ ہو جائے' نیز زنا سارے جسم سے ہوتا ہے مگر چوری صرف ہاتھ سے لہذا زانی کے سارے جسم کو سزا دی گئی' خیال رہے کہ زنا شہوت سے ہوتا ہے اور شہوت عورت میں زیادہ ہے لہذا وہاں عورت کا ذکر پہلے فرمایا گیا اور چوری میں قوت کو دخل ہے اور قوت مرد میں زیادہ ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ چور سے چوری کے ضائع شدہ مال کا ضمان نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ رب نے ہاتھ کاٹنے کو چور کے سارے جرم کا بدلہ قرار دیا جیسا کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا۔ ہاں اگر اس کے پاس مسروقہ مال موجود ہے تو وہ مالک کو واپس کرا دیا جائے گا ۶۔ معلوم ہوا کہ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور سے توبہ بھی کرائی جائے کہ اس نے حق اللہ بھی ضائع کیا ہے خیال رہے کہ چوری کی سزا میں شرط یہ ہے کہ مسروقہ مال پونے تین روپیہ سے کم کا نہ ہو یعنی دس درہم' حاکم کے پاس مقدمہ پہنچ جائے چوری کا ثبوت چور کے اقرار یا دو گواہوں سے ہو جائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ چوری حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے حق العبد ہے جسے مالک معاف کر سکتا ہے لیکن اس کے بعد حق اللہ بن جاتی ہے کہ مالک معاف نہیں کر سکتا ۷۔ یعنی اگر چور توبہ کرے تو عذاب آخرت سے بچ جائے گا نہ کہ دنیا کی سزا سے اس مغفرت سے یہی مراد ہے ۸۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے اور جس مجرم کو چاہے سزا دے یہ معنی نہیں کہ جس نیک کو چاہے بلا جرم سزا دے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو نام لے کر یا معمولی الفاظ سے پکارنا نہ چاہیے اللہ تعالیٰ نے سارے پیغمبروں کو نام لے کر پکارا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے القاب سے ہی پکارا۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کے اثر نہ لینے سے عالم کو غمگین نہ ہونا چاہیے بارش سے ہر زمین فائدہ نہیں اٹھاتی۔

تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ

دل مسلمان نہیں ۱ اور کچھ یہودی جھوٹ خوب

لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ

سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں ۲ جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی

الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ

باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں

هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ

ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو ۳ اور جسے

یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ

اللہ گمراہ کرتا ہے تو ہرگز تو اللہ سے اسکا کچھ بنا نہ سکے گا ۴

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ

وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا ۵

لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ۚۖ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا

عَظِیْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ

عذاب بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور ۶ تو اگر

جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ

وہ تمہارے حضور حاضر ہوں ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو اور اگر تم

تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ یَّضُرُّوْكَ شَیْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ

ان سے منہ پھیرلو گے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ۷ اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ

فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴿۴۲﴾

تو انصاف سے فیصلہ کرو ۸ بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں

۱۔ یعنی وہ پہلے سے منافق تھے اب تو انہوں نے صرف اظہار کفر کیا ہے لہٰذا بِالْكُفْرِ سے مراد اظہار کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر منافق بھی کفر ظاہر کرے تو وہ شریعت میں مرتد ہو گا ۲۔ یعنی یہود بیچ نہیں سنتے جھوٹ سنتے ہیں۔ تمہاری نہیں سنتے اپنے ان سرداروں کی سنتے ہیں جو تمہارے دربار میں حاضر نہیں ہوتے۔ ۳۔ یہود خیبر کے ایک شریف گھرانے میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کر لیا توریت میں زنا کی سزا سنگساری تھی' انہوں نے یہ مقدمہ حضور کی خدمت میں مدینہ پاک بھیجا۔ لیکن مقدمہ لے جانے والوں کو تاکید کردی کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رجم کا حکم دیں تو ہرگز نہ ماننا۔ اور اگر کچھ اور حکم دیں تو مان لینا جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے یہاں کے علماء یہود کعب ابن اشرف وغیرہم کو سفارش کے لئے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ مقدمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو حضور نے رجم کا حکم دیا' انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے فدک کے پادری ابن صوریا کو مانتے ہو وہ بولے کہ ہمارا بڑا عالم وہی ہے' فرمایا اسے بلاؤ وہ حاضر ہوا اور اس نے سخت مجبوری کی حالت میں اقرار کیا تو زانی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سنگسار کیا گیا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ یہ رجم بطور تعزیر ہو گا' نہ کہ بطور حد' کیونکہ حد رجم میں احصان شرط ہے' اور احصان میں اسلام شرط ہے اور وہ کافر تھے' نیز کفار پر ان کے سیاسی احکام جاری نہیں ہوتے۔ ۴۔ اس آیت کریمہ نے ان تمام آیتوں اور احادیث کی تفسیر فرما دی جن میں یہ ہے کہ آپ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب کے مقابلہ میں کسی کو کچھ اختیار نہیں' مگر رب کی عطا سے بعض بندے مختار بھی ہوتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں' جو ان کے پاس اپنے کو خالی سمجھ کر ان سے کچھ حاصل کرنے کے لئے جائیں' جو پہلے سے ہی کوئی خاص رائے لے کر حاضر ہوں وہ کیسے فیض لیں' خالی ڈول کنوئیں سے پانی لاتا ہے' سفید کپڑے کا رنگنا آسان ہے جو پہلے ہی سے پختہ سیاہ ہو اس پر اور رنگ کیسے چڑھے ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار کی غیبت یعنی انہیں پس پشت برا کہنا جائز ہے' دوسرے یہ کہ رشوت اور سود وغیرہ حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جن کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو ان کے ہدیہ قبول کرنا' ان سے تجارتی لین دین کرنا جائز ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس شاہ اسکندریہ کا ہدیہ قبول فرمایا اور صحابہ کرام نے انہیں یہودیوں سے قرض اور تجارتی لین دین کئے جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ یہ حرام خور ہیں ۷۔ خیال رہے کہ حاکم کو اپنی رعایا کے مقدمات طے کرنا لازم ہیں' مگر پنچ کو کسی کا پنچ بننا ضروری نہیں اختیاری ہے' یہاں دوسری صورت مراد ہے' کیونکہ اس وقت خیبر کے یہودی حضور کی رعایا نہ تھے بلکہ حضور کو پنچ بنا کر مقدمہ طے کرانا چاہتے تھے' اور آیت وَاَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ میں حکومت کا فیصلہ مراد ہے لہٰذا یہ آیت اس سے منسوخ نہیں' خیال رہے' کہ فتویٰ اور چیز ہے اور پنچ کا فیصلہ کچھ اور مفتی کو فتویٰ دینا لازم ہے مگر پنچ کو پنچایت لازم نہیں ۸۔ کیونکہ رب تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے ۹۔ سیاسی امور میں اسلام کے مطابق اور میراث اور عبادات میں ان کے دین کے مطابق۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ
اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں

اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ
اللہ کا حکم موجود ہے باایں ہمہ اسی سے منہ پھیرتے ہیں اور وہ ایمان لانے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ
والے نہیں لہ بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا
اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی لہ

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ
فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی

كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا
گئی تھی لہ اور وہ اس پر گواہ تھے تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو

النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت

قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
نہ لو لہ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ۵ وہی لوگ

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ
کافر ہیں اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا لہ کہ جان کے بدلے

بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ
جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ
اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں

ع ۹ / ۱۰

ا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہودی آپ کے پاس فیصلہ کرانے نہیں آئے ہیں بلکہ آسانی چاہنے آئے ہیں ورنہ اس کا فیصلہ توریت ہی کے اندر موجود تھا۔ یعنی رجم' توریت کو تو یہ مانتے ہیں آپ کو تو مانتے ہی نہیں ۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کے پاس نئی کتاب نہ تھی کیونکہ توریت موسیٰ علیہ السلام پر آئی اور آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں نے اس توریت پر حکم جاری کئے' خیال رہے کہ نبی تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول ان میں سے تین سو تیرہ' مگر آسمانی کتابیں صرف چار ہیں' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توریت کے جو احکام اللہ رسول قرآن یا حدیث میں بغیر تردید ذکر فرمائیں۔ وہ ہم پر بھی لازم ہیں (تفسیر ابی سعود) ۳۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کتاب الٰہی کی حفاظت عالموں پر فرض ہے الفاظ کی حفاظت ہو یا معانی کی یا احکام کی ۴۔ یعنی اللہ کے احکام بدلنا خواہ لوگوں کے خوف سے ہو یا اپنے نفع کے لالچ سے' حرام اور سخت جرم ہے' رہا قرآن مجید چھاپ کر فروخت کرنا یا تعویذ، تعلیم قرآن یا وعظ پر اجرت لینا یہ آیات الٰہی کا فروخت نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے' ایک صحابی نے سانپ کاٹے ہوئے پر تیس بکریاں اجرت مقرر کر کے سورہ فاتحہ دم کر دی جس سے مریض شفایاب ہوا۔ اور ان سب غازیوں نے وہ بکریاں وصول کر کے کھائیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ پہنچ کر واقعہ عرض کیا گیا تو سرکار نے اس کا گوشت طلب فرما کر کھایا ۵۔ اس طرح کہ رب کے احکام کو غلط سمجھے اور دنیاوی قوانین کو صحیح' یا شاہی قوانین کو قانون الٰہی بتائے جیسا علماء یہود کرتے تھے۔ لہٰذا اب انگریزوں کے ملازم حکام کا انگریزی قوانین پر احکام جاری کرنا اس آیت میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ حکام مجبوراً ایسا کرتے ہیں اور ان مروجہ احکام کو شرعی حکم نہیں سمجھتے ۶۔ یعنی اے مسلمانو! تم بھی ایسا کیا کرو' رب تعالیٰ نے توریت کا یہ قانون قرآن شریف میں بیان کیا مگر ہم کو منع نہ فرمایا۔

قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ

بدلہ ہے[۱] پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرادے[۲] تو وہ اس کا گناہ اتار دے گا[۳] اور جو

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے[۴] تو وہی لوگ ظالم ہیں [۵]

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا

اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسٰی بن مریم کو لائے[۶] تصدیق کرتا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی[۷] اور ہم نے اسے انجیل عطا کی

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾

پہلے تھی[۸] اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ

اور چاہیئے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارا[۹]

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

فاسق ہیں[۱۰] اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا

اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ[۱۱]

عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ

تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اتارے سے[۱۲] اور اے سننے والے

۱۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ قصاص میں زخم و قتل وغیرہ میں برابری ہے' نوعیت قتل و زخم میں برابری ضروری نہیں' لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کا سر کچل کر ہلاک کرے تو قاتل کو تلوار سے قتل کیا جائے گا نہ کہ سر کچل کر جیسے کہ کوئی شخص کسی چھوٹی بچی کو زنا سے ہلاک کرے' بہر حال نوعیت قتل میں برابری ضروری نہیں ۲۔ یعنی اگر مظلوم ظالم کو معاف کر دے نہ تو قصاص لے نہ مالی معاوضہ تو مظلوم کی یہ معافی ظالم کے ظلم کا بدلہ ہو گی اور وہ اب اس کی پاداش سے بری ہو گا' آخرت کے وبال سے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے' حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے' حق العبد کی یہی پہچان ہے' حق اللہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا ۴۔ اس طرح کہ احکام اسلامی کو غلط سمجھے مروجہ قانون کو حق جانے وہ کافر ہے ۵۔ یہاں ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے' رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عیسٰی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے' ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں' ان کے تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے اسی لئے انہیں مصدق کہا گیا ۷۔ انجیل توریت شریف کی ناسخ بھی ہے' اور تصدیق فرمانے والی بھی' کیونکہ انجیل نے توریت کو سچا کہا' ہاں اس کے احکام ختم کر دیئے' لہٰذا نسخ تصدیق کے خلاف نہیں' دیکھو ہمارا قرآن شریف تمام کتابوں کا ناسخ بھی ہے' اور مصدق بھی ۸۔ یعنی عیسٰی علیہ السلام بھی توریت شریف کی تصدیق فرماتے تھے' اور انجیل شریف بھی' یا حضرت عیسٰی علیہ السلام نے تشریف لا کر توریت کو سچا کر دیا۔ کیونکہ اس میں آپ کی آمد کی خبر تھی۔ ۹۔ اس حکم سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے' ورنہ اب انجیل کے باقی احکام کے مکلف عیسائی بھی نہیں۔ کیونکہ انجیل منسوخ ہو چکی مسلمان حاکم بھی ان پر اسلامی سزائیں جاری کرے گا' نہ کہ ان کے دین کی' ہاں عبادات میں ان کو مذہبی آزادی ہو گی ۱۰۔ یہاں فاسق سے مراد فاسق اعتقادی یعنی کافر ہے جیسا کہ پچھلی آیت سے معلوم ہوا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں جو اللہ کے احکام کو حق نہ سمجھے وہ کافر بھی ہے ظالم بھی اور فاسق بھی' اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ کچہریوں کو عدالت اور حاکموں کو عادل کہنا جائز نہیں کیونکہ ان میں اسلامی قوانین جاری نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آسمانی کتابوں کے ماہر ہیں کیونکہ رب نے آپ کو توریت کا گواہ فرمایا اور گواہی بغیر علم ممکن نہیں' ۱۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی حاکم' کفار کے مقدمات میں قرآنی فیصلہ کرے گا۔ اور انہیں قرآنی سزائیں دے گا کہ ان کے چور کے ہاتھ کاٹے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء یہود کو توریت کی آیت رجم دکھا کر جو رجم کرایا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آپ ان کے حاکم نہ تھے بلکہ حکم تھے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت لے کر یا مروت یا رعایت یا نفسانی خواہش کی بنا پر عالم کا غلط فتویٰ دینا یا حاکم کا غلط حکم دینا سخت جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے سارے احکام حق اور عدل ہیں اس کے مقابل سارے احکام باطل اور ظلم ہیں۔ خیال رہے کہ اس میں خطاب ہر مسلمان سے ہے' اسی لئے اگلی آیت میں ارشاد ہوا لجعلکم ۲۔ یعنی گزشتہ انبیاء کرام عقائد میں متفق اور شرعی فرعی اعمال میں مختلف تھے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی ہر قوم کے لئے جداگانہ احکام ہیں' کیونکہ اب سارے انسانوں کے لئے قرآنی احکام ماننا لازم ہیں اور سب اس کے مکلف ہیں ۳۔ اس طرح کہ اول سے آخر تک ایک ہی نبی اور ان کے شرعی احکام رہتے کوئی دین منسوخ نہ ہوتا اور سب کو اس کے ماننے کی توفیق مل جاتی مگر ایسا نہ ہوا ۴۔ یعنی مختلف انبیاء پر مختلف شریعتیں نازل ہونا بھی حکمت پر مبنی ہے کہ مقبول بندے اس پر سر جھکا دیتے ہیں' اور مردود دین اس نسخ اور اختلاف کو نہیں مانتے' بلکہ اس میں کج بحثی کرتے ہیں' نیز ہر زمانے میں اس وقت کے لحاظ سے احکام بھیجے گئے' قابل طبیب مریض کے حالات کے مطابق دوائیں اور غذائیں مختلف تجویز کرتا ہے ۵۔ خیال رہے کہ قرآن' حدیث' اجماع اور قیاس سب بمآ انزل اللہ میں داخل ہیں' قرآن وحی جلی ہے' حدیث وحی خفی' اجماع امت پر عمل کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے' قیاس قرآن و حدیث کا مظہر ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے کو کفار کے فریب اور شیطان کے مکر سے محفوظ نہ جانے' جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی احتیاط کا حکم دیا گیا۔ تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے نفس کا شریعت مطہرہ کے خلاف چاہنا اس پر عذاب الٰہی آنے کی علامت ہے۔ شعر

ہر کہ سیمائے راستاں دارد
سر خدمت بر آستاں دارد

۸۔ شان نزول۔ مدینہ منورہ میں یہود کے دو قبیلے تھے بنی نضیر اور بنی قریظہ جن میں آپس میں کشت و خون ہوتا رہتا تھا۔ مگر بنی نضیر اپنے مقتول کا بدلہ بنی قریظہ سے دگنا لیتے تھے اور ان کے مقتول کا بدلہ آدھا دیتے تھے۔ بنی قریظہ نے حضور سے اس ظلم کی فریاد کی حضور نے فرمایا کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہر ایک کا خون برابر ہے۔ سب کا بدلہ یکساں ہونا چاہیے۔ اس پر بنی نضیر راضی نہ ہوئے' تب یہ آیت کریمہ اتری اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی پر راضی نہ ہونا اور اپنے نفس کی پیروی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ
ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر لہ ہم نے
شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً
تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ۲ اور اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ
امت کر دیتا ۳ مگر منظور ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے ۴ تو بھلائیوں کی
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات
تَخْتَلِفُوْنَ ۝٤٨ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا
میں تم جھگڑتے تھے اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اتارے پر حکم کر ۵ اور ان
تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ
کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں ۶ کسی
بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا
حکم میں جو تیری طرف اترا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ
ان کے بعض گناہوں کی سزا ان کو پہنچایا چاہتا ہے ۷ اور بیشک
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝٤٩ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ
بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم
يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
چاہتے ہیں ۸ اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں
يُّوْقِنُوْنَ ۝٥٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ
کے لئے اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست

ع ۱۱

وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

نہ بناؤ ۲ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ۳ اور تم میں جو کوئی ان سے

مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ

الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

نہیں دیتا ۴ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى

دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے ۴ تو نزدیک ہے

اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا

اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم ۵ پھر اس پر

عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

جو اپنے دل میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں ۶ اور ایمان والے

اٰمَنُوْۤا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ

کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش

اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا ۷ تو رہ گئے نقصان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

میں اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا ۸

فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ

تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا ۹ کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۟ يُجَاهِدُوْنَ

پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں

وقف لازم
وقف منزل
عند البعض
وقف غفران

النصف

۱۔ شان نزول' یہ آیت کریمہ حضرت عبادہ ابن صامت صحابی اور عبد اللہ ابن ابی منافق کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بڑے شان و شوکت والے یہودی میرے دوست ہیں' لیکن اب میں اللہ رسول کے سوا تمام کی دوستیوں سے بیزار ہوں' عبد اللہ ابن ابی بولا کہ مجھے یہود کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہیں' مجھے ان سے محبت ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی گفتگو سن کر اس منافق سے فرمایا کہ یہود کی دوستی رکھنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا کام نہیں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی و محبت اور بلاسخت ضرورت کے ان کی مدد کرنا۔ یا ان سے مدد لینا حرام ہے' دوسرے یہ کہ کفار سے محبت رکھنا منافقوں کی علامت ہے' تیسرے یہ کہ جب اہل کتاب سے محبت حرام تو مشرکین سے بدرجہ اولیٰ حرام' کیونکہ یہ ان سے بدتر ہیں۔ ۲۔ یعنی اسلام کے مقابلہ میں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن حقیقت میں آپس میں ان کا سخت اختلاف ہے' رب فرماتا ہے وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اور فرماتا ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عیسائی کاتب رکھا تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی' انہوں نے عرض کیا کہ یہ بڑا قابل کاتب ہے' اس کے بغیر حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے' آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مرگیا تو کیا کرو گے (خازن) اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت میں کفار کو کلیدی آسامیاں نہ دی جائیں ۴۔ اس کا یا تو یہ مطلب ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ہم کو دنیاوی مصیبتیں آجانے کا خوف ہے۔ کیونکہ ہمارے سارے کاروبار ان کے ساتھ ہیں وہ سب بند ہو جائیں گے یا یہ مطلب ہے کہ اے مسلمانو اگر ہم تم سے ملیں اور اہل کتاب سے بگاڑ لیں تو کسی آفت ناگہانی کے موقع پر ہم تباہ ہو جائیں گے' کیونکہ تم تھوڑے اور غریب ہو اور وہ لوگ زیادہ اور مالدار ہیں' ہمارے کام وہ آئیں گے نہ کہ تم' ۵۔ یہاں فتح سے مراد عام فتوحات ہیں' یا فتح مکہ' اور حکم سے مراد کفار و مشرکین سے حجاز کو خالی کرا لینا۔ یا مدینہ منورہ سے یہود کا نکالنا ہے' خیال رہے کہ یہاں اذ صنع خدو کے لئے ہے اللہ نے دونوں خبریں سچی کر دیں ۶۔ منافقین کی شرمندگی کی وجہ یہ ہو گی کہ وہ دو گھر کے مہمان ہیں' دلی کافر اور زبانی مسلمان کفار فنا ہو جائیں گے' اور مدینہ پاک میں صرف مسلمان رہ جائیں گے تو منافق شرمندہ ہوں گے' معلوم ہوا کہ صلح کلی کا انجام ندامت ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ اور منافقت نیکیاں برباد ہو جانے کا باعث ہیں اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ ان منافقوں کے ظاہری نیک اعمال نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ نہ شرعاً درست ہیں' نہ آخرت میں ان کا کوئی ثواب' آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اولاً ان کے اعمال درست تھے اب باطل ہوئے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کافروں سے صورت و سیرت میں اختلاف چاہیے نہ ان کی سی شکل بناؤ' نہ ان کے سے اخلاق بناؤ ۸۔ اس آیت کریمہ میں ایک غیبی خبر دی گئی ہے کہ بعض کلمہ پڑھنے والے مرتد ہو جائیں گے' چنانچہ ابوبکر صدیق کے زمانے میں کچھ لوگ زکوٰۃ کا انکار کر کے اور کچھ مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے تھے۔ ۹۔ یہاں قوم سے مراد ابوبکر صدیق اور ان کا لشکر ہے' اور انہیں لانے سے مراد ان حضرات کا برسراقتدار فرمانا ہے ورنہ وہ حضرات اس وقت بھی موجود تھے۔

۱۔ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی خلافت کی حقانیت صاف طور پر مذکور ہے کیونکہ مرتدین سے جہاد آپ ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا۔ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے جہاد کافروں سے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی جنگیں صرف باغیوں سے ہوئیں۔ مرتدین سے جہاد صرف حضرت صدیق اکبر نے کیا جو اس آیت میں مذکور ہے' خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں مرتدین پر جہاد نہیں ہوا ہاں قتل کئے گئے ۲۔ یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ آیت خلافت مرتضوی کے لئے مخصوص ہو سکتی ہے۔ چند وجوہ سے ایک یہ کہ اللہ رسول کسی کے خلیفہ نہیں اور یہاں انہیں بھی ولی فرمایا گیا۔ اور ایک لفظ بیک وقت چند معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا' دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے' اگر آیت میں حضور کے بعد کا زمانہ مراد لیا جائے تو آپ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔ تین خلفاء کے بعد بھی بعد کا ہی زمانہ ہے' تیسرے یہ کہ انما حصر کے لئے ہے۔ اگر خلافت علی مرتضٰی میں منحصر ہو جائے تو بقیہ گیارہ اماموں کی خلافت باطل' بہرحال یہاں ولی کے معنی یا دوست ہیں یا مددگار ۳۔ شان نزول' یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ ابن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا اور قسمیں کھا لیں کہ ہمارا بائیکاٹ کریں گے اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ' رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوۃ بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کو دوست یا مددگار بنانا مومنوں کا طریقہ ہے ان سے محبت اللہ سے محبت ہے اور ان سے عداوت اللہ سے عداوت ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ مسلمان کو اپنی قوم میں رہنے سے عزت و غلبہ ملے گا۔ اپنی قوم سے کٹ کر کفار سے ملنا ذلت کا باعث ہے' وہی شاخ ہری رہتی ہے جو اپنی جڑ سے وابستہ ہو۔ ۵۔ شان نزول رفاعہ ابن زید اور سوید ابن حارث زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے دل میں کافر تھے' یعنی منافق بعض مسلمان ان سے محبت کرتے تھے ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دل کی تصدیق کے بغیر کلمہ پڑھنا اسلام کا مذاق اڑانا ہے دوسرے یہ کہ ہر کلمہ گو مسلمان نہیں اور نہ اس سے دوستی جائز ۶۔ اگر یہاں کافروں سے سارے کافر مراد ہیں۔ تو یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے' کیونکہ اہل کتاب اور منافقین بھی کافر تھے۔ اور اگر اس سے مشرکین یا کھلے کافر مراد ہیں تو مطلب ظاہر ہے ۷۔ امام سدی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عیسائی رہتا تھا۔ جب موذن کہتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو یہ کہا کرتا تھا' جل جائے جھوٹا۔ اللہ کی شان کہ اس کا خادم ایک رات آگ بجھانا بھول گیا۔ گھر والے سب سو گئے۔ آگ میں سے ایک شعلہ اٹھا اور وہ نصرانی اور اس کے تمام گھر والے جل گئے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز پنج گانہ کے لئے اذان ہونی چاہیے' اذان کا ثبوت اس آیت سے ہے' دوسرے یہ کہ صالحین کے خواب شرعاً معتبر ہیں بلکہ اس پر شریعت کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اذان خواب میں دیکھی گئی تھی۔ جس کا قرآن نے اعتبار فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دین کی کسی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے' دیکھو رب نے اذان کے مذاق اڑانے والوں کو کافر قرار دیا۔ ایسے ہی عالم' مسجد' خانہ کعبہ' نماز کہ ان میں سے کسی کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ

لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے ۱؎ یہ اللہ

فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾

کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ

تمہارے دوست نہیں ۲؎ مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں ۳؎

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست

حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے ۴؎ اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ

جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے وہ جو

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ

تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ۵؎ اور کافر ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ۶؎

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَیْتُمْ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو اور جب تم نماز کے لئے

اِلَی الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

اذان دو ۷؎ تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل

قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ

لوگ ہیں ۸؎ تم فرماؤ اے کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا

مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ
یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ
اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں ۱؎ تم فرما دو کیا

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ
میں بتا دوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں ۲؎ وہ جس

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ
پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کر دیئے بندر

وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

اور سور اور شیطان کے پجاری ۳؎ ان کا ٹھکانا زیادہ برا

وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا
یہ سیدھی راہ سے زیادہ بہکے اور جب تمہارے پاس آئیں ۴؎ تو کہتے ہیں

اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
ہم مسلمان ہیں اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر ۵؎ اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں ۶؎ اور ان میں تم بہتوں کو

يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ
دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی ۷؎ اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ
بیشک بہت ہی برے کام کرتے ہیں انہیں کیوں نہیں منع کرتے ۸؎ ان کے پادری

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ
اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے

۱۔ یعنی اے کتابیو ' ہم تمہارے تمام پیغمبروں اور تمہاری تمام کتب کو حق مانتے ہیں۔ پھر تم ہم سے کیوں چڑتے ہو۔ صرف اسی لئے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے ہیں' تم خود سوچ لو کہ ظالم ہم ہیں یا تم۔ خیال رہے کہ یہاں اکثر اس واسطے فرمایا گیا کہ ان میں سے بعض مومن تھے جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ۔ شان نزول۔ تفسیر خازن میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ یہودی ایمان لانے کے لئے آئے اور پوچھا۔ کہ آپ نبیوں میں کس کس کو مانتے ہیں' ان کا منشا یہ تھا کہ اگر آپ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہوں تو ہم ایمان نہ لائیں' جب انہیں پتہ لگا کہ حضور سارے نبیوں کو مانتے ہیں تو وہ پھر گئے اس پر یہ آیت اتری ۲۔ یعنی انبیاء کرام کو ماننے والے اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور ان میں سے ایک کا انکار کرنے والا اللہ کے غضب اور لعنت میں ہو گا ۳۔ یعنی اے یہودیو تم اپنے گزشتہ اور موجودہ حالات دیکھ کر خود فیصلہ کر لو۔ کہ تم اللہ کے محبوب ہو یا مردود' پچھلے زمانہ میں صورتیں تمہاری مسخ ہوئیں۔ سور بندر تم بنائے گئے بچھڑے تم نے پوجے۔ اب بھی بت پرستی تم کر رہے ہو' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کا نسب اور اشرف جگہ رہنا کام نہیں آتا۔ یہود اپنے اولاد انبیاء ہونے پر گھمنڈ کرتے تھے ۴۔ شان نزول۔ یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار ایمان کرنے لگی۔ لیکن دل میں ان کے کفر تھا۔ ان کے متعلق یہ آیت اتری۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب کو اچھی صحبت سے بھی فیض نہیں ملتا۔ بزرگوں کے پاس وہ جیسا آتا ہے ویسا ہی جاتا ہے' پیشاب سے بھرا ہوا ڈول کنوئیں سے کچھ نہ لائے گا۔ جب یہ لوگ نبی کی صحبت سے فائدہ حاصل نہ کر سکے تو دوسری صحبتوں کا کیا ذکر ہے' ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا مہربان ہے' کہ انہیں دشمنوں کی خفیہ سازشوں سے خبردار فرماتا ہے ۷۔ یہاں گناہ سے مراد توریت کی وہ آیات چھپانا ہے' جن میں حضور کی نعت تھی۔ اور زیادتی سے مراد توریت میں اپنی طرف سے بڑھا دینا ہے حرام خوری سے مراد وہ رشوتیں ہیں جو یہ لے کر توریت کے احکام بدل دیتے تھے ۸۔ معلوم ہوا کہ عالم دین کی اس پر بھی پکڑ ہو گی کہ وہ گناہ ہوتے ہوئے دیکھیں اور باوجود قدرت کے منع نہ کریں۔ عالم پر واجب ہے کہ خود بھی سنبھلے اور دوسروں کو بھی سنبھالے' یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء پر تبلیغ فرض ہے قلمی ہو یا زبانی یا عملی۔

۱۔ شان نزول' یہود مدینہ پہلے بڑے مالدار تھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عناد اور دشمنی کی وجہ سے ان پر تنگدستی آگئی تو فحاص یہودی بولا کہ اللہ کے ہاتھ بندھ گئے' یعنی وہ بخیل ہو گیا۔ اس پر یہ آیت اتری' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ گناہوں سے روزی گھٹتی ہے اور نیکیوں سے رزق میں برکت ہوتی ہے' دوسرے یہ کہ قوم میں سے ایک کا قول سب کا قول ہے اگر قوم منع نہ کرے۔ دیکھو یہ بکواس صرف فحاص نے کی تھی مگر رب نے فرمایا ان سب نے کہا ۲۔ یعنی دنیا میں یا آخرت میں۔ دنیا میں اس طرح کہ وہ بخیل و کنجوس ہو جائیں اور آخرت میں اس طرح' کہ زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ میں ڈالے جائیں' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ

بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ

مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

بندھا ہوا ہے ل ان کے ہاتھ باندھے جائیں ٹ اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ

مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا

اس کے ہاتھ کشادہ ہیں ٹ عطا فرماتا ہے جسے چاہے ٹ اور اے محبوب یہ جو

مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ

تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی

وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ

ہوگی ٹ اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا ٹ

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ

جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا تا ہے ٹ اور زمین میں فساد

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾

کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے ٹ اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے

سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ

گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے ٩ اور اگر وہ قائم

أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ

رکھتے توریت اور انجیل ١٠ اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب

مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

کی طرف سے اترا تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں

وقف لازم

اور ہو گا' یہود سے بڑھ کر کوئی قوم کنجوس نہیں ۳۔ ہاتھ کشادہ ہونے سے مراد ہے بے حد کرم اور مہربانی کہ دوستوں کو بھی نوازے اور دشمنوں کو بھی محروم نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ ہاتھ اور ہاتھ کے کھلنے سے پاک ہے ۴۔ یعنی کسی کو امیر اور کسی کو غریب کرتا ہے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اس کے خزانے میں کچھ کمی یا کرم میں کچھ نقصان ہے بلکہ بندوں کے حالات کا تقاضا ہی یہ ہے اور اس میں ہزارہا مصلحتیں ہیں ۵۔ یعنی یہ قرآن ان بدنصیبوں کے کفر و سرکشی بڑھنے کا سبب ہے' جس قدر قرآن اترتا جائے گا ان کا انکار بڑھتا جائے گا مقوی غذا کمزور معدے والے کو بیمار کر دیتی ہے' اس میں غذا کا قصور نہیں' ایسے ہی سورج کی روشنی چمگادڑ کو اندھا کر دیتی ہے' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کے دل میں حضور کی عظمت نہ ہو۔ اس کے لئے قرآن و حدیث کفر کی زیادتی کا سبب ہیں' جیسے آج بے دین مولویوں کو دیکھا جا رہا ہے' دین کی عظمت دین لانے والے محبوب کی عظمت سے ہے' دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کمی ہوتی ہے مگر یہ زیادتی کمی کیفیت میں ہے مقدار میں نہیں۔ کوئی آدھا یا پاؤ کافر نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کے لئے قرآن۔ ایمان و عرفان کی زیادتی کا ذریعہ ہے' رب فرماتا ہے فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا ٦۔ اس میں ان کی آپس کی اصلی دشمنی کا ذکر ہے۔ ان کا اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے مل جانا۔ یا کسی مصلحت سے دوستی کر لینا عارضی ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۷۔ یعنی یہ یہود کوشش کرتے ہیں کہ سارے کفار کو جمع کر کے مسلمانوں سے لڑا دیں۔ لیکن اکثر تو اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اور اگر کبھی جنگ ہو بھی جائے تو مسلمانوں کو فتح عظیم اور کفار کو شکست فاش ملتی ہے۔ غزوہ احزاب اور خلافت فاروقی کی جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ اس آیت کی زندہ جاوید تفسیریں ہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے ساری کتابوں اور نبیوں کو مان لینا ایمان نہیں۔ حضور کی ذات گرامی ایمان' کا مدار ہے' ان کو مانا سب کو مانا' ان سے پھرا سب سے پھرا دیکھو اہل کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔ تو رب نے فرمایا کہ اگر وہ ایمان لے آتے ۹۔ یعنی اگر اہل کتاب مسلمان ہو جاتے تو ان کے گزشتہ سارے گناہ مٹا دیئے جاتے اور وہ جنت کے مستحق ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حقوق نہیں مٹتے وہ ادا ہی کرنے پڑتے ہیں ۱۰۔ اس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیتے' کیونکہ توریت و انجیل میں اس کا حکم ہے'

أَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ

کے نیچے سے [1] ان میں کوئی گروہ اعتدال پر ہے اور ان میں اکثر بہت ہی برے

مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

کام کر رہے ہیں [2] اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے

مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ

رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا [3]

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے [4] بے شک اللہ کافروں

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ

کو راہ نہیں دیتا [5] تم فرما دو اے کتابیو تم کچھ بھی

شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ

نہیں ہو جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل [6] اور جو کچھ تمہاری

إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا

طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا [7] اور بیشک اے محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ

رب کے پاس سے اترا [8] اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی [9] تو

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ

تم کافروں کا کچھ غم نہ کھاؤ بیشک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں [10] اور اسی طرح

هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور قیامت پر ایمان لائے [11] اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے

ع ۹ ۱۴

۱۔ یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار میں برکتیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ کی اطاعت سے رزق میں وسعت ہوتی ہے ۲۔ یعنی سارے اہل کتاب یکساں نہیں، بعض اعتدال پسند ہیں وہ تو آپ پر ایمان لے آتے ہیں، جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ بعض بہت متعصب انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تبلیغی حکم چھپایا نہیں، لہٰذا وقت وفات دوات اور قلم طلب فرمانا اور پھر کچھ نہ لکھنا کسی حکم تبلیغی کی بنا پر نہ تھا۔ بلکہ گزشتہ بیان کئے ہوئے حکموں میں سے کوئی حکم تحریر فرمانا مقصود تھا ورنہ اس آیت کے خلاف ہوگا۔ ۴۔ یعنی کوئی کافر آپ کو شہید نہ کر سکے گا۔ اس آیت سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہرا دیا کرتے تھے، اس آیت کے نزول کے بعد وہ پہرا اٹھا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا دیکھو سارے کافر حضور کے دشمن اور حضور اکیلے، مگر سب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غالب آئے اور کسی کا داؤ آپ پر نہ چل سکا۔ جنگ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچنا اس آیت کے خلاف نہیں، خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے جو پیغمبر شہید کئے گئے ان پر جہاد فرض نہ تھا۔ ۵۔ یعنی کفار جن و انس کو آپ پر قابو نہ ملے گا۔ دیگر مخلوق تو پہلے ہی آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہے کہ شجر و حجر آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور چاند سورج اشارے پر کام کرتے ہیں۔ ۶۔ اس طرح کہ حضور پر ایمان لے آؤ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی توریت اور انجیل کے سارے احکام پر عمل کرو۔ کیونکہ وہ کتب منسوخ بھی ہیں۔ اور تحریف شدہ بھی ۷۔ اب یعنی قرآن کریم خلاصہ یہ کہ تمہارے نسب و اعمال سب بیکار ہیں۔ جب تک کہ تم قرآن کریم کو اپنا دستور العمل نہ بناؤ شعر

گر توی خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر کتاب اترنا سب پر اترنا ہے۔ کیونکہ نبی اصل مقصود ہیں اور ساری امت ان کے تابع، اسی لئے ارشاد ہوا الیکم ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث مثل بارش کے ہیں۔ بارش بوئے ہوئے بیج کو اگا تو سکتی ہے مگر اسے بدل نہیں سکتی، جن کے دلوں میں شقاوت ازلی کا تخم ہے ان کے لئے قرآن و حدیث اس کی زیادتی کا باعث ہوں گے اور جن کے دل میں ایمان اور عرفان کا بیج ہے ان کا ایمان و عرفان بڑھے گا اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں، پھر قرآن وغیرہ پڑھاتے ہیں تا کہ کلمہ سے ایمان کا تخم بو کر قرآن و حدیث کا پانی دیا جائے ۱۰۔ یعنی جو زبانی کلمہ پڑھ کر قومی مسلمان بن گئے مگر دینی مومن نہ بنے جیسے منافقین، اس لئے آگے ارشاد ہو مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی۔ چکڑالوی وغیرہ قومی مسلمان ہیں دینی مومن نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی، یہودی صابی وغیرہ مومن نہیں۔ اگرچہ تمام اگلی آسمانی کتابوں کو مانیں ورنہ آگے من امن نہ فرمایا جاتا۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ

اور نہ کچھ غم[1] بے شک ہم نے بنی اسرائیل

اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

سے عہد لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ

رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور

فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا

ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں[3] اور اس گمان میں ہیں کہ کوئی سزا نہ ہوگی تو اندھے

وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ

اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے انکی توبہ قبول کی[4] پھر ان میں بہتیرے اندھے اور بہرے

مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

ہو گئے[5] اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافر ہیں وہ جو

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ

کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے[6] اور مسیح نے

الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ

تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب[7] اور تمہارا رب

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے[8] تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی

وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے[9] اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں[10] بیشک کافر ہیں

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ

وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے[11] اور خدا تو

۱۔ اس سے معلوم ہوا ہر صالح مسلمان ولی ہے کیونکہ یہی درجات اولیاء اللہ کے بیان ہوئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا خوف دنیا کی بے خوفی کا ذریعہ ہے' ۲۔ جھٹلانے میں یہودی و نصاریٰ سب شریک تھے' مگر انبیاء کرام کو شہید کرنے والے صرف یہود ہیں کہ ان کے ہاتھوں بہت سے نبی شہید ہوئے۔ جن میں حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام بھی ہیں۔ خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کافروں کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف کے نہیں جن میں انبیاء کی فتح و نصرت کا وعدہ ہے' رب نے فرمایا۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۳۔ اس طرح کہ پہلے یہ لوگ بخت نصر بادشاہ کے پنجہ ظلم میں پھنسے رہے۔ جس نے بنی اسرائیل کو سخت ذلیل کیا اور بہت ایذائیں پہنچائیں پھر ایک فارسی بادشاہ کے ذریعہ انہیں نجات ملی۔ خیال رہے' کہ انبیاء کرام کو شہید کرنے والوں کی اولاد کی توبہ قبول ہوئی' نہ کہ خود قاتلین کی' نبی کے قاتل کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور توہین پیغمبر کی توبہ شرعا" قبول نہیں ہوتی ۴۔ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا' مگر ناکام رہے' خیال رہے کہ کثیر' صموا کا فاعل نہیں' اس کا فاعل ضمیر ھم ہے کثیر اس کا بدل البعض ہے ورنہ صموا جمع نہ آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار تو سارے ہی بہرے گونگے ہو گئے تھے مگر دوسری بار سب نہیں اکثر ہوئے' کیونکہ یہاں کثیر فرمایا پہلے نہ فرمایا ۵۔ عیسائیوں میں یعقوبیہ اور ملکانیہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا تھا۔ یہ لوگ حلول الوہیت کے قائل تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے پھول میں رنگ و بو' اسی طرح شیعوں میں نصیریہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتا ہے' ان کا مطلب بھی یہی ہے۔ ۶۔ یعنی ان عیسائیوں کی یہ بکواس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے کہ وہ تو اپنے کو رب کا بندہ کہتے تھے اور یہ انہیں رب کہنے لگے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے لئے اولاد ماننا شرک ہے اور وہ عیسائی جن کا یہ عقیدہ ہو مشرک ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں اہل کتاب اس لئے کہا جاتا ہے' کہ وہ آسمانی کتاب انجیل کے قائل ہیں۔ جو مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں مانتے تھے' وہ اس لئے مشرک کہلائے کہ کسی کتاب کو نہ مانتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو مان لینا کبھی شرک و کفر کو بھی ہلکا کر دیتا ہے اور کبھی اس سے کفر سخت بھی ہو جاتا ہے جیسے اسلام کے مرتد فرقے ۸۔ اس سے اشارۃ" معلوم ہوا کہ کوئی کافر اعراف میں نہ رہے گا' نیز اعراف دائمی مقام نہ ہو گا۔ بلکہ عارضی جن پر جنت حرام ہے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے' نہ کہ اعراف ۹۔ معلوم ہوا کہ رب نے مسلمانوں کے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہیں ۱۰۔ عیسائیوں میں فرقہ مرقوسیہ اور نسطوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ الہ تین ہیں باپ بیٹا روح القدس' اللہ کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا بیٹا اور حضرت جبریل علیہ السلام کو روح القدس کہتے ہیں۔ بعض عیسائی حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے خدا مانتے ہیں۔ تثلیث کا یہی مطلب ہے۔

۱۔ یعنی یہ سب کافر ہیں' لیکن جو مرتے وقت تک کافر رہیں گے وہ اس عذاب کے مستحق ہوں گے' کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہے' لہٰذا چاہیے کہ جلد توبہ کریں۔ اسی لئے آگے توبہ کا ذکر آ رہا ہے۔ ۲۔ یہاں توبہ سے مراد شرک سے باز آ جانا ہے اور استغفار سے مراد توحید کا اقرار کرنا۔ یا توبہ سے مراد برے عقیدوں سے توبہ کرنا اور استغفار سے مراد برے اعمال سے توبہ کرنا۔ یا گذشتہ کفر پر ندامت توبہ ہے اور آئندہ توحید پر قائم رہنے کا اقرار استغفار ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے یعنی وہ اللہ نہیں اللہ کے بیٹے نہیں' صرف بندے اور رسول ہیں' یہ مطلب نہیں کہ ان میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہیں' وہ کلمۃ اللہ بھی ہیں۔ روح اللہ بھی ہیں اور مسیح بھی' اسی طرح قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں حصر کا یہی مطلب ہے ۴۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے سچ بولے' اور صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے' اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قوم بزرگوں کی شان میں زیادتی کرے تو تم ان بزرگوں کو گالیاں مت دو بلکہ ان کا احترام قائم رکھتے ہوئے اس قوم کی تردید کرو' دیکھو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو خدا کہہ دیا' تو رب نے ان بزرگوں کا ذکر عزت ہی سے فرمایا۔ خیال رہے کہ یہاں کھانے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کھانا بندگی کی بڑی دلیل ہے کھانے والا کھانے سے پہلے رزق حاصل کرنے میں کھاتے وقت اعضاء کی طاقت میں' کھانے کے بعد ہضم وغیرہ میں رب کا حاجت مند ہوتا ہے تمام کاروبار کھانے کے لئے چل رہے ہیں' تمام بیماریاں کھانے سے ہیں ۵۔ یعنی بذات خود نفع نقصان کے مالک نہیں رب کی عطا سے عیسیٰ دافع بلا اور مشکل کشا ہیں' مردے زندہ کرتے تھے اور بیماروں کو اچھا۔ ۶۔ یعنی باطل زیادتی نہ کرو کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت ہی کا انکار کر دیا۔ اور عیسائیوں نے انہیں خدا مان لیا' اس سے معلوم ہوا کہ دین میں حق زیادتی جائز ہے' جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجماع و قیاس کا اضافہ اور اچھے اعمال کی ایجاد ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں' گمراہوں کی پیروی بری ہے مقبولوں' ہادیوں کی پیروی اچھی' رب فرماتا ہے فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ اور فرماتا ہے۔ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ

نہیں مگر ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو

لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا

جو ان میں کافر مریں گے ۱ ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا تو کیوں

يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾

نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے ۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان

مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن

مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول ۳ اس سے پہلے بہت

قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ

رسول ہو گزرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے ۴ دونوں کھانا کھاتے

الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ

تھے دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لئے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ

أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا

کیسے اوندھے جاتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو

لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا ۵ اور اللہ ہی سنتا

الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

جانتا ہے تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن

زیادتی نہ کرو ۶ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے

قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾

اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے ۷

ع ۱۴

ا۔ اس طرح کہ ایلہ والوں نے ہفتہ کے دن شکار کیا۔ حالانکہ یہ ان کے دین میں حرام تھا' تو وہ داؤد علیہ السلام کی بددعا سے بندر اور سور بنا دیئے گئے اور مائدہ والوں نے خوان کی نعمتیں کھا کر بھی کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے پانچ ہزار آدمی بندر اور سور بن گئے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی بددعا بڑی خطرناک ہے۔ اور ہمیشہ عذاب الٰہی اللہ والوں کی بددعا سے آیا۔ ۲۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ان کی سرکشی سے ملول نہ ہوں' یہ تو عادی مجرم اور پرانے سرکش ہیں' جس کی سزا میں بندر اور سور بن چکے ہیں' اب ان کا امن میں رہنا صرف اس وجہ سے ہے' کہ تم رحمت عالم ہو۔ تمہاری موجودگی میں عذاب نہ آئے گا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ برائی

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ

لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد

وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾

اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لہ یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا ٹ

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا

جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے تہ ضرور بہت ہی برے

يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

کام کرتے تھے ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا

وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

سہ اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ

وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا

اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے ھ مگر ان

مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ

میں تو بہتیرے فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر

آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً

دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے لہ اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی

لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں ٹ یہ اس

مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے

سے روکنا اچھائی کا حکم کرنا واجب ہے تبلیغ بند ہونے پر عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے کبھی حرام ہے اور کبھی کفر ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی ان کی سی شکل و صورت بنانا۔ ان کے طور طریقہ اختیار کرنا' منافقوں کی علامت ہے' اللہ رسول کی محبت اور ان کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں' روشنی اور تاریکی کا اجتماع ناممکن ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر عداوت کافر محبت سے سخت تر ہے' دیکھو عیسائی کافر محبت ہے اور یہود اور مشرکین کافر عداوت' مگر ان دونوں کو اشد فرمایا گیا' جیسے شیعہ اور وہابی کہ شیعہ محبت میں گمراہ اور وہابی عداوت میں ۷۔ اس آیت میں بادشاہ حبشہ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف ہے' جو پہلے عیسائی تھے' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے' قرآن سن کر روئے جو مہاجر مسلمان حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے' انہیں امن دیا' اور ان کی خدمتیں کیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ اور اخلاص کے پیغام بھیجے' خیال رہے کہ مکہ معظمہ سے گیارہ مرد چار عورتیں جن میں حضرت عثمان اور آپ کی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہما بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں' نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہجرت کر کے چلے گئے۔ پھر جب انہیں وہاں امن ملا تو لگاتار مسلمان وہاں جانے لگے' یہاں تک کہ وہاں بیاسی مرد جمع ہو گئے' عورتیں اس کے علاوہ' نجاشی بادشاہ نے ہی حضور کا نکاح ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے کر دیا' چار ہزار دینار مہر بھی خود ادا کیا' حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تھے اور ام حبیبہ حبشہ میں' اسی پر آیت کریمہ اتری تھی۔ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ الخ اور یہ نکاح ہی ابوسفیان کے نرم پڑ جانے کا باعث ہوا (روح البیان وغیرہ) ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قوم میں علماء اور درویشوں کا رہنا خدا کی رحمت ہے' دوسرے یہ کہ تکبر و غرور بڑی بری چیزیں ہیں۔